بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اور کہہ دیجئے حق آیا اور باطل گیا

المشتہرہ: سیدہ آئین فاطمہ مداری

ناشر: منشی عاشق علی شاہ وقاری مداری

جنرل سکریٹری آل انڈیا سنی جماعت زندہ شاہ مدار نگر لاممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اور کہہ دیجئے حق آیا اور باطل گیا

سیف مدار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

المشتہرہ: سیدہ آئین فاطمہ مداری

ناشر: منشی عاشق علی شاہ وقاری مداری

جنرل سکریٹری آل انڈیا سنی جماعت زندہ شاہ مدار کرلا ممبئی

حَسب فی مائش: عاشقاِ، طالبانِ، خادمانِ، دیوان گان سید قطب المدار رضی اللہ عنہ

نام کتاب	سیف مدار
کتابت	انورکمال چشتی (آزاد)
پروف ریڈنگ	مولانا عثمان صاحب
طباعت	بابا پرینٹنگ پریس
باراوّل	۱۰۰۰
اشاعت	مارچ ۲۰۱۰ء
قیمت	تمیں (۳۰) روپے

﴿ ملنے کے پتے ﴾

سیدہ آئین فاطمہ مداری، مکنپور شریف، ضلع کانپور

﴿ صلاح کار ﴾

۱۔ سیّد ولی شکوہ مکنپور شریف ۲۔ شاعر اسلام ادیب مکنپوری

۳۔ حضرت سیّد مرغوب عالم صاحب سجادہ نشین عالیہ مداریہ مکنپور شریف

انتساب

قُطبِ عَالَمْ عَالَمْ مَوْ لانَا اَلحَاجُ حَضرَتُ سَیّد کلب علی

قَنُصُوزِیُ

اَلمَدَارِیُ قُدس سِرّہٗ

کے نام

جن کے فیوض روحانی نے مجھ ہیچمدان کے قلم کو ترجمانِ حقیقت کی صلاحیت بخشی

سیّد ذوالفقار علی قمر

مکنپوری

تاثر

از مولوی محبوب علی وقاری مداری

نحمدهٗ و نصلی علیٰ رسولهِ الکریم۔ زیرنظر کتاب ''سیف مدار'' حق و باطل کی کسوٹی پر بڑی نادر ونایاب ثابت ہوگی۔ جو یقیناً ہمارے لئے مشعل راہ ہدایت بنے گی۔ غوث دوراں، قطب زماں، ہادیٔ دین متین، ہادیٔ راہ یقین سراج السالکین تاج العارفین، مصباح الموحدین الحاج الحرمین شریفین علامہ مولینا ابوالانوار سیّد ذوالفقار علی قمر وقاری مداری مدظلہ العالی کی تالیف کی ہوئی ہے یہ کتاب دراصل اسم با مسمّٰی ہے۔ جو حدود شرع سے آگے تجاوز کرنے والے قدم کو قلم کرنے کے لئے بڑی تیز تر ثابت ہوگی۔ میر عبدالواحد بلگرامی کی تصنیف کردہ کتاب ''سبع وسائل'' کے کچھ گمراہ کن اقوال غلیظہ نے ہم جیسے قلیل العلم انسانوں کے عقل وضمیر پر لہو کے پردے ڈال کر دولت ایمان سے محروم کر دیا تھا۔ علامہ قمر مکنپوری نے محکم دلائل و براہین کی روشنی میں بڑی محققانہ تحریر پیش فرما کر ہم سب کے فکر واذہان پر پڑے ہوئے شک وشبہات کے پردوں کا ازالہ فرما کر دولت دارین سے مستفیض فرمایا۔ ہم دست بدعا ہیں کہ رب غفور اپنے حبیب ﷺ کے توسل سے مؤلف کتاب ہذا کی تالیف کو شرف قبولیت عطا فرما کر زاد آخرت و سامان مغفرت و بخشش کا ذریعہ بنا کر

دارین میں جزائے حسین وعطائے جمیل عطا فرمائے۔ واللہُ تعالیٰ وَاعلم آمین یارب العلمین بجاہ یا سیّدالمرسلین

فقیر حقیر سراپا تقصیر محبوب علی وقاری مداری عفی عنہ

☆☆☆

دو لفظ

نحمدہٗ و نُصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امّابعد

زیرِنظر کتاب سیف مدار برادر گرامی قدر عالیجناب مولانا الحاج سیّد ذوالفقار علی قمر مکن پوری دامت برکاتہم القدسیہ کے قلم حقیقت نگار سے نکل کر، زیور طبع سے آراستہ ہوکر عوام الناس اور بالخصوص عاشقانِ اولیاء کرام کے لئے ایک نادرونایاب تحفہ کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

'سبع سنابل' میر عبدالواحد بلگرامی کی تالیف ہے، جس کے سنبلۂ اول میں مولف مذکور نے اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ کا اظہار کرکے، بقیہ سنبلوں میں کچھ خود ساختہ روایات جو بقول مصنف سنابل انہیں بزریعہ کشف معلوم ہوئیں، اور کچھ سلسلۂ چشتیہ کے اکابرین سے منسوب کرکے، ان میں کوشش کی ہے کہ سماع وسرود کو جواز شرعی مل جائے۔ اس سلسلے میں ایسی ایسی حکایات قلمبند فرمائی ہیں جو قطعاً غیر شرعی اور غیر اسلامی کہی جانے کی مستحق ہیں۔ جن کا ذکر زیرنظر کتاب ''سیف مدار'' میں بالتشریح آپ کی نظر سے گزرے گا۔ روایات اس قدر مکردہ ہیں کہ جن پر عقیدہ رکھنے والا سنّی العقیدہ تو خیر کیا صحیح مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔

بات آ ہی گئی ہے تو عرض کرتا چلوں کہ ایک بار راقم سطور ھٰذا اور برادر گرامی عالیجناب مولانا سیّد ذوالفقار علی صاحب ایک جلسے کے سلسلے میں بغرض شرکت ہلدوانی گئے ہوئے تھے۔ وہاں سیّد العلماء مولانا سیّد آل مصطفٰے صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب مرحوم بھی جلوہ افروز تھے۔ یہ وہ دور تھا جب علماء اہلسنت والجماعت کا دستور اساسی مرتب کرکے اس پر علماء اہل سنت سے دستخط حاصل کئے گئے تھے۔ دستور اساسی میں چار کتابوں کا ذکر تھا کہ جو اُن پر عقیدہ وایمان نہیں رکھتا وہ صحیح سنّی العقیدہ کہلانے کا مستحق نہیں۔ ان چار کتابوں میں سبع سنابل بھی تھی۔

برسبیل تذکرہ برادر گرامی نے مولانا سیّد آل مصطفٰے صاحب مارہروی مرحوم صدر سنّی جمعیۃ العلماء سے دریافت کیا کہ آپ نے سبع سنابل کو دستور اساسی میں رکھ کر اس پر عقیدہ رکھنا ضروری قرار دیا ہے۔ جبکہ اس میں ایسی روایات ہیں جو انبیاء واولیا پر صریح بہتان ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

سیّد العلماء مولوی آل مصطفٰے صاحب مرحوم نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ اس کے سنبلۂ اول میں سنّی عقائد کا اظہار کیا گیا ہے اس لئے اسے دستور اساسی میں شامل کیا گیا۔ بقیہ سنبلوں کو میں فروعی سمجھتا ہوں جن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! جُز کا اطلاق کُل پر ہوتا ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ جز پر عقیدہ رکھا جائے اور بقیہ کتاب کو فروعی سمجھ کر خارج از عقیدہ کردیا جائے۔ آپ نے تو پوری کتاب کو صحیح سنّی

دو لفظ

نحمدہٗ و نُصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امّابعد

زیرنظر کتاب سیف مدار برادر گرامی قدر عالیجناب مولانا الحاج سیّد ذوالفقار علی قمر مکن پوری دامت برکاتہم القدسیہ کے قلم حقیقت نگار سے نکل کر، زیور طبع سے آراستہ ہوکر عوام الناس اور بالخصوص عاشقانِ اولیاء کرام کے لئے ایک نادرونایاب تحفہ کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

'سبع سنابل' میر عبدالواحد بلگرامی کی تالیف ہے، جس کے سنبلۂ اول میں مولف مذکور نے اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ کا اظہار کرکے، بقیہ سنبلوں میں کچھ خود ساختہ روایات جو بقول مصنف سنابل انہیں بزریعہ کشف معلوم ہوئیں، اور کچھ سلسلۂ چشتیہ کے اکابرین سے منسوب کرکے، ان میں کوشش کی ہے کہ سماع وسرود کو جواز شرعی مل جائے۔ اس سلسلے میں ایسی ایسی حکایات قلمبند فرمائی ہیں جو قطعاً غیر شرعی اور غیر اسلامی کہی جانے کی مستحق ہیں۔ جن کا ذکر زیر نظر کتاب ''سیف مدار'' میں باتشریح آپ کی نظر سے گزرے گا۔ روایات اس قدر مکردہ ہیں کہ جن پر عقیدہ رکھنے والا سنّی العقیدہ تو خیر کیا صحیح مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔

بات آہی گئی ہے تو عرض کرتا چلوں کہ ایک بار راقم سطور ھذا اور برادر گرامی عالیجناب مولانا سیّد ذوالفقار علی صاحب ایک جلسے کے سلسلے میں بغرض شرکت ہلدوانی گئے ہوئے تھے۔ وہاں سیّد العلماء مولانا سیّد آل مصطفیٰ صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب مرحوم بھی جلوہ افروز تھے۔ یہ وہ دور تھا جب علماء اہلسنت والجماعت کا دستور اساسی مرتب کرکے اس پر علماء اہل سنت سے دستخط حاصل کئے گئے تھے۔ دستور اساسی میں چار کتابوں کا ذکر تھا کہ جو اُن پر عقیدہ وایمان نہیں رکھتا وہ صحیح سنّی العقیدہ کہلانے کا مستحق نہیں۔ ان چار کتابوں میں سبع سنابل بھی تھی۔

برسبیل تذکرہ برادر گرامی نے مولانا سیّد آل مصطفیٰ صاحب مارہروی مرحوم صدر سنّی جمعیۃ العلماء سے دریافت کیا کہ آپ نے سبع سنابل کو دستور اساسی میں رکھ کر اس پر عقیدہ رکھنا ضروری قرار دیا ہے۔ جبکہ اس میں ایسی روایات ہیں جو انبیاء واولیاء پر صریح بہتان ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

سیّد العلماء مولوی آل مصطفیٰ صاحب مرحوم نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ اس کے سنبلۂ اول میں سنّی عقائد کا اظہار کیا گیا ہے اس لئے اسے دستور اساسی میں شامل کیا گیا۔ بقیہ سنبلوں کو میں فروعی سمجھتا ہوں جن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! جُز کا اطلاق کُل پر ہوتا ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ جز پر عقیدہ رکھا جائے اور بقیہ کتاب کو فروعی سمجھ کر خارج از عقیدہ کر دیا جائے۔ آپ نے تو پوری کتاب کو صحیح سنّی

العقیدہ کتاب کی شکل میں پیش کیا ہے؟ جس میں جہاں اور خاصانِ خدا پر بہتان تراشیاں کی گئی ہیں وہاں سلسلۂ عالیہ مداریہ کو بھی سوخت لکھ کر اہانت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرنے کی جسارتِ بے جا کی گئی ہے۔ اس کے جواب میں سیّد العلماء مرحوم نے ارشاد فرمایا ''استغفر اللہ'' میں یہ بات اپنی زبان سے کیسے نکال سکتا ہوں جبکہ خود میرے بزرگوں نے سلسلۂ عالیہ مداریہ سے خلافت و اجازت حاصل کر کے فیضانِ مدار العالمین دوسروں کو پہنچایا ہے۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ جہاں سرکار غوث نے میرے دامن میں تھوڑی سی خاک ڈال دی تو میرا بھلا ہو گیا۔ جہاں خواجگانِ چشت نے میرے دامن میں خاک ڈال دی تو میرا بھلا ہو گیا۔ وہاں سیّدنا مدار العالمین نے میری جھولی میں تھوڑی سی خاک ڈال دی جس سے میرا بھلا ہو گیا۔

اس گفتگو کے بعد سیّد العلماء مرحوم نے اپنی تقریر میں عوام کے سامنے فیضانِ مدار العالمین سے متمتع ہونے کا پُرزور اعلان فرمایا۔ اور فضائل سلسلۂ عالیہ مداریہ بیان فرمائے۔

سیّد العلماء حضرت مولانا سیّد آل مصطفیٰ صاحب برکاتی مارہروی مرحوم تو ان حقائق سے لبریز عقائد کا اظہار فرمائیں اور حیرت یہ ہے کہ کچھ ایمان در بغل قسم کے حضرات اپنی نفع ذات اور اغراض ذاتی کے لئے سبع سنابل کا سہارا لے کر مردہ روایات کو زندہ کرنے کی سعی بے جا فرمائیں۔ اس لئے وقت کا تقاضا تھا کہ روایات سنابل کو ضروری تشریحات کے ساتھ عوام کے سامنے لایا جائے تاکہ عوام ان سے باخبر ہو کر اپنے عقائد کو

سلامت رکھ سکیں۔

اس سلسلے میں مؤلف کتاب ہذا کی سعیٔ بلیغ لائق صد تحسین ہے۔ جس میں موصوف نے ان تمام عبارتوں کو سامنے رکھ کر (جو عقیدہ و ایمان کے منافی ہیں) ان پر بے لاگ تبصرہ کیا ہے اور معتبر کتب تصوف کے حوالے دے کر محققین کی رائے بھی بیان کر دی ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ حضرت مولانا الحاج سیّد ذوالفقار علی صاحب مکن پوری کی یہ تالیف عوام و خواص میں بے حد مقبول ہوگی نیز درستگی عقائد میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔

ذرۂ بے مقدار
سیّد معزز حسین ادیب
جعفری المداری مکن پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گذارشِ واقعی

سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے اس عالم فانی سے حجاب ظاہری کے بعد صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اُن کے بعد اولیاء عظام نے قرناً بعد قرنٍ اشاعت دین متین کی خاطر سلسلۂ رشد وہدایت کو جاری رکھا اور ساری دنیا میں مثل ستاروں کے پھیل کر اللہ کی بھٹکی ہوئی مخلوق کو راہِ ہدایت دکھائی۔ خصوصاً ہندوستان کی سرزمین پر بیشتر اولیاء کرام تشریف لائے اور اپنے اپنے مقام پر پہنچ کر وہاں کے ذرہ ذرہ کو نور ایمان سے منور فرماتے رہے۔ جہاد بالسیف اور جہاد بالنفس جو اسلام کی جان اور دین مبین کے روح تھا، اس کا احساس مسلمانوں میں بیدار کیا، طہارت ظاہری کے آداب سکھائے اور صفائی باطن کو زندگی کا حاصل قرار دیا۔

اسلامی دور فتوحات کے بعد جہاد بالسیف کا احساس تو کسی قدر باقی رہا مگر ''جہاد بالنفس'' جب دلوں سے محو ہونے لگا تو سرکار دوعالم

ﷺ نے اپنی نسلِ پاک سے حضرت سیّد بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روحانی تربیت فرما کر ہندوستان روانہ فرمایا۔

یوں تو آپ نے صدہا ممالک کا سفر فرمایا ہے لیکن ہندوستان پر آپ کی خصوصی توجہ رہی۔ یہاں کے ہر خطے، ہر گوشے میں آپ نے اپنے جد کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی تبلیغ فرمائی اور لوگوں کے قلوب کو فیضان رسالت مآب ﷺ سے مالا مال فرمایا۔

اولاً سرکار قطب المدارؒ نے اپنے استاد مکرم حضرت حذیفہ شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحصیل علوم ظاہری فرمائی بعدہٗ سیّد العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کے دست مقدس پر بیعت ہو کر روحانی نعمات سے سرفراز ہوئے اور خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔

آپ کی ذات گرامی سے کئی سلسلے جاری ہوئے جس کا تفصیلی ذکر متعدد کتابوں میں موجود ہے۔ آپ کے صدہا خلفاء ہوئے جو دیگر ممالک کے علاوہ ہندوستان میں ہر مقام پر پائے جاتے ہیں۔ ان خلفائے باوقار کی وساطت سے سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نسبتیں تمام سلاسل چشتیہ، قادریہ نقشبندیہ، قلندریہ، سہروردیہ وغیرہم کے بزرگان دین کو حاصل ہوئیں۔

ادھر چند دنوں سے کچھ حق پوش و عاقبت فراموش حضرات نے بربنائے عناد و حسد اپنی عظمت و شہرت کی خاطر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت سرکار زندہ شاہ مدارؒ کے سلسلۂ عالیہ کے خلاف محض اپنی دوکانداری کو

فروغ دینے کے لئے کیچڑ اچھالنے کی مذموم حرکت کی اور وہ بھی اس کتاب کا سہارا لے کر جس کا نام ''سبع سنابل'' ہے جو میر عبدالواحد بلگرامی کی تصنیف ہے۔ مزید برآں یہ بھی کوشش کی گئی کہ جو اس کتاب پر معاذ اللہ ایمان نہ رکھے یا ایمان نہ لائے وہ اہل سنت والجماعت سے نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہوگیا ہے کہ اس کتاب کی کچھ عبارتیں ''مشتے نمونہ ازخروارے'' کے طور پر سامنے لائی جائیں۔

ناظرین کرام: سبع سنابل کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کتاب کی حکایات وروایات میں بزرگان دین، اولیاء عظام اور پیغمبر خدا ﷺ کی شان مقدسہ میں ایسی کھلی ہوئی گستاخیاں کی گئی ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے۔

جس وقت ''سبع سنابل'' طبع کرا کے دنیا کے سامنے لائی گئی، اسی وقت اور اسی دور میں، اس کے جواب میں حق پسند حضرات چشتیہ، قادریہ، وقلندریہ وغیرہم نے اپنی اپنی تصنیفات وتالیفات کو پیش کرنا اس لئے اپنا فرض سمجھا کہ عوام وخواص اُن اکابرین سلسلہ کی بارگاہ میں مصنف سبع سنابل کے پیدا کردہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو کر اپنا دین وایمان نہ کھو بیٹھیں۔ ان حضرات کی تصنیفات وتالیفات کے اسماء گرامی پیش کر رہا ہوں۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں:

الکلمات الموتلفہ: ازمولانا محب اللہ صاحب الہ آبادی، بزبان فارسی غیر

مطبوعہ، دائرۂ شاہ اجمل الہ آباد۔

رسالۂ تحقیق الحق: مؤلفہ محمد تقی چشتی قادری بانگرموی۔

رسالۂ نجم القطب ونجم الثاقب: مؤلفہ قطب زماں مولانا مولوی سیّد نجم الدین صاحب مداری مکنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

ہفت منازل: مؤلفہ مولانا مولوی محمود عالم صاحب بہاری۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سلسلۃ الذہب: مؤلفہ مولانا شریف اعظم خلیفۂ مکرم حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب پھلوری شریف۔

سبع طرائق: مؤلفہ محقق اعظم حضرت مولانا مولوی سیّد امیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصوری مداری، مکن پوری۔

ان جملہ کتب معتبرہ میں سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ عالیہ کے جاری وساری ہونے کا ثبوت مدلل طور پر لکھا ہوا ہے۔ نیز فقیر کے والد محترم حضرت قطب عالم مولانا سیّد کلب علی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ نے بھی اپنی کتاب ''ذوالفقار بدیع'' میں اور مولوی قاضی محمد شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے ''انتخاب العارفین'' میں سنابل کی خودساختہ روایات وحکایات کے کافی وشافی جوابات قلمبند کیے ہیں۔ مگر ان میں بیشتر کتابیں فارسی زبان میں ہیں۔ جن کو آج کے دور میں (جبکہ لوگ صحیح اردو سے بھی واقف نہیں) سمجھنے اور پڑھنے سے قاصر ہیں۔

وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے میرے احباب اور سلسلۂ

عالیہ مداریہ کے عقیدت کیشوں نے مجبور کیا کہ اردو زبان میں سنابل کی حقیقت سے دنیا کو آشنا کرانا نہایت ضروری ہے۔ میں نے عدیم الفرصتی اور احساس بے بضاعتی کے باعث معذوری کا اظہار کیا۔ لیکن میرے خصوصی احباب اور کچھ بزرگ ہستیوں نے مجھے بدرجۂ اتم مجبور کر کے رسالۂ ہذا کی تالیف کا حکم دے دیا۔ جن کے حکم سے سرتابی میرے لئے ناگزیر ہی نہیں بلکہ بے ادبی کے مترادف تھی۔

زیرِ نظر تالیف میں فقیر نے کوشش کی ہے کہ سبع سنابل اور مصنف کو سنابل کے آئینہ ہی میں پیش کیا جائے۔ اس لئے میں نے سنابل ہی کی حکایات وروایات وعبارات کو پیش کیا ہے جنھیں پڑھ کر علماء وفضلاء صوفیاء ومشائخ عوام وخواص فیصلہ فرمالیں گے کہ اس کتاب پر ایمان رکھنے والے یا ایمان لانے والے اہل سنّت والجماعت کہلانے کے مستحق ہیں کہ نہیں؟

ہر چند کہ ہم اپنے میں نہ تصنیف وتالیف کی اہلیت رکھتے ہیں اور نہ اس کارِ عظیم کا اپنے کو اہل پاتے ہیں۔ دوسرے باصلاحیت حضرات کے مقابے میں ہماری یہ ادنیٰ سی کوشش جو بعونہٖ تعالیٰ ہم سے ظہور میں آئی، ہمارے لئے وجہ فخر نہیں بلکہ شکر کا مقام ہے۔

کتاب ہذا میں جگہ جگہ جو ہلکی سی تنقیدی جھلک نظر آتی ہے، خدا گواہ اس کا مقصد کسی کے مسلک ومشرب پر چوٹ نہیں اور نہ کسی کی ذات سے ہمیں کاوش وعناد ہے۔ البتہ ہم نے جس بات کو حق سمجھا اُس کے حق ہونے کے دلائل پیش کر دیئے اور جس بات کو باطل سمجھا اس کے بطلان پر

محققین کی رائے کا اظہار کر دیا۔ ازراہِ دیانت ہم نے کماحقہٗ یہ احتیاط برتی ہے کہ اپنی جانب سے ایک لفظ بھی نہ تحریر کیا جائے۔ بلکہ سبع سنابل ہی کا خلاصہ پیش کر دیا جائے تاکہ قارئین کرام خوب سمجھ لیں کہ سلسلہ عالیہ مداریہ کو مفقود بتانے والے زیادہ حق گو اور راست باز ہیں یا وہ بزرگان سلف اور اکابرین سلسلہ جنہوں نے صرف سلسلۂ عالیہ مداریہ کی جاری و ساری ہونے کی شہادت ہی نہیں دی بلکہ اپنے آپ کو سلسلہ عالیہ مداریہ میں منسلک اور مستفیض ہونے کا بھی اپنے قلم سے ثبوت فراہم کیا ہے۔

خدا کرے قارئین کرام مؤلف کے اصل مقصد ومفہوم کی روشنی میں اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر حقیقت سے باخبر ہوں اور گمراہی سے بچیں۔ آمین۔

خاکپائے اولیا۔
سیّد ذوالفقار علی وقاری مداری
مہتمم وسجادہ نشین آستانہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف

ذات باری تعالیٰ پر صریح بہتان

سبع سنابل بزبان فارسی مطبوعہ ۱۳۰۱ھ صفحہ ۶۳۔ سنبلۂ دوم در بیان پیری و مریدی۔

اصل عبارت: ''نقل است کہ حضرت سلطان المشائخ راپردۂ پوربی بسیار خوش آمدی۔ وقتے بعضے حاضران پُرسیدند کہ حضرت مخدوم پردۂ پوربی رابسیار میشوندو خوش میشوند، فرمود آرے، روز میثاق ندائے الست بربکم ہمدریں پردہ شنیدہ بودیم''۔

ترجمہ: منقول ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کوراگ پوربی بہت اچھا لگتا تھا۔ ایک باربعض حاضرین نے دریافت کیا کہ حضرت مخدوم پوربی راگ کو بہت سنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے روز میثاق ندائے الست بربکم اسی راگ مین سنی تھی۔''

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مخدوم نظام الدین اولیاء جو اپنے عہد کے اکابر اولیاء میں شمار کئے جاتے ہیں، مصنف سنابل نے س حکایت کو اُن سے منسوب کر کے صرف اُن پر ہی بہتان تراشی نہیں کی بلکہ ذات باری تعالیٰ پر بھی بہتان باندھنے سے گریز نہ کیا۔ نعوذ

باللہ کیا باری تعالیٰ نے راگ راگنی میں روز میثاق روحوں سے خطاب کیا تھا؟ اور کیا کوئی اللہ کا ولی قرآن کریم کی کسی آیت مبارکہ کو راگ راگنی میں سننا پسند فرما سکتا ہے؟ مصنف سنابل نے یہ بھی لحاظ نہ رکھا کہ قرآن کریم کی تلاوت راگ راگنی میں مطلق حرام ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سماع سننے کا الزام

سبع سنابل بزبان فارسی صفحہ ۲۱۷ سنبلہ ہفتم در متفرقات۔
مصنف سنابل خواجہ ابواحمد کے سماع کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اصل عبارت: ''دراں وقت ہیچ کس از مجتہدان بر سماع خواجہ ابو احمد انکارے نداشت مگر یک مجتہد فضیل مکّی ۔ اوگفتے سماع شنیدن نشاید، سخن اوکسے بر شیخ ابواحمد چشتی رسانید۔ شیخ گفت خداوندا تو عالم السر و الخفتانی اگر ابواحمد چشتی فعلے بدعت میکند اوراسزا بدہ وگرنہ فضیل مکی را ادب کن ۔ ہماں ساعت سرخ باد بر مکی گالب آمد بینی او فرد نشست و پینسے شد، ہر چند کہ حکماء تداوی می کردند مرض مکی زیادہ می شد، مکی توجہ بخدائے عز وجل کرد شبے رسول عیہ الصلوٰۃ والسلام را در خواب دید گفت یا سیّدی دعا کن تا من از انکار زحمت پینز ے بہ شوم رسول فرمود تو سماع ابو احمد می کنی و انکار سماع او انکار سماع پیران اوست د انکار سماع ماست و ہر کاہ انکار پیران دین و انکار ہا کند ہمیں بیند کہ تو دیدی، اگر خواہی کہ ازیں زحمت بہ شوی در مجلس سماع ابواحمد چشتی بصدق دل حاضر شو، مکی در مجلس سماع ابو احمد حاضر شد و انکار سماع از دل دور کرد۔ فی الحال چنا بکہ بود

ہمچناں بہ شد۔ جوں شیخ از سماع فارغ آمد نظرش بہ فضیل مکی افتاد، گفت اے فضیل دیدی درجات سماع و اہل سماع؟ گفت دیدم و معائنہ کردم۔ سماع کہ حضرت مخدوم می شنود اسرار آفرید گار است تعالٰی و تقدس عوام را برآں اطلاع نیست۔

ترجمہ: اس زمانہ میں تمام مجتہدین میں سے ایسا کوئی نہ تھا جو خواجہ ابواحمدؒ کے سماع سے انکار کرتا، مگر ایک مجتہد فضیل مکی تھے جنہوں نے کہا سماع نہیں سننا چاہئے۔ کسی نے اُن کی یہ بات شیخ ابواحمد چشتی تک پہنچائی۔ شیخ نے فرمایا کہ خداوندا! تو ظاہر و باطن کے تمام رازوں کا جاننے والا ہے۔ اگر ابواحمد چشتی کا یہ فعل بدعت ہو تو اس کو سزا دے نہیں تو فضیل مکی کو ادب سکھا۔ اسی وقت سرخ باد فضیل مکی پر غالب آگیا وراُن کی اُٹھی ہوئی ناک بیٹھ گئی۔ مرض پینس ہوگیا۔ ہر چند حکیموں نے تدبیریں کیں فضیل مکی کا مرض بڑھتا گیا۔ فضیل مکی نے خدائے عز وجل کی جانب توجہ کی۔ ایک رات رسول علیہ الصلوٰہ والسلام کو خواب میں یکھا اور عرض کیا کہ اے آقا دعا فرمایئے تا کہ میں مرض پینس کی زحمت سے اچھا ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تو نے ابواحمد کے سماع کا انکار کیا، اس کے سماع کا انکار اس کے پیروں کے سماع کا انکار ہے اور اس کے پیروں کے سماع کا انکار میرے سماع کا انکار ہے اور جو پیران دین کا اور میرا انکار کرتا ہے اس کا حشر یہی ہوتا ہے۔ جو تو نے دیکھا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اس زحمت سے اچھا ہو جائے تو ابواحمد چشتی کی مجلس سماع میں سچے دل سے حاضر ہو۔ مکی ابو احمد کی مجلس سماع میں حاضر ہوئے اور سماع کا انکار دل سے

دور کردیا۔ اُسی وقت وہ جیسے تھے اسی طرح اچھے ہو گئے۔ جب شیخ، سماع سے فارغ ہوئے۔ تو فضیل مکی پر ان کی نظر پڑی، فرمایا اے فضیل تو نے سماع اور اہل سماع کے درجات دیکھے؟ عرض کیا کہ میں نے دیکھا اور معائنہ کیا۔ وہ سماع جو حضرت مخدوم سے سنتے ہیں وہ پیدا کرنے والے کے اسرار میں سے ہے۔ مگر عوام اس سے واقف نہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ صاحب سبع سنابل نے ہر جگہ یہ کوشش کی ہے کہ سماع وسرود کی افضلیت قائم رہے چاہے بات حد ادب سے بھی متجاوز ہو جائے۔ سماع وسرود کی افضلیت قائم رہے چاہے بات حد ادب سے بھی متجاوز ہو جائے۔ سماع وسرود کو قبولیت باری تعالیٰ کا سرٹیفکٹ دینے کے لئے انھوں نے ہر موقعہ پر اکابر اولیاء وصلحاء کے اسماء گرامی کا استعمال کیا ہے۔ اس حکایت میں انھوں نے اپنی جسارت بیجا کی حد کردی کہ سرکار دوعالم ﷺ کی زبان مبارکہ سے ''انکارِ سماع ماست'' کہلا دیا۔ نعوذ باللہ حضور انور ﷺ سے لے کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین وتبع تابعین اور تمام اکابر ائمہ نے سماع وسرود کو حرام کہا ہے ۔غور فرمایئے کہ جو چیز سرکار دوعالم ﷺ کی حیات طیبہ سے لے کر قرناً بعد قرناً حرام رہی ہو، سرکار دوعالم ﷺ اس ناجائز فعل کے لئے فضیل مکی جیسی متبع شریعت ہستی پر کیسے زجر وتوبیخ کر سکتے تھے۔ یہ حکایت صرف اس لئے لکھی گئی کہ سرود وسماع کا جواز مل جائے۔ اور لوگ سرکار دوعالم ﷺ کا اسم گرمی اور آپ کی زبان پاک سے سماع کی فضیلت سن کر خاموش رہ جائیں کہ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان پر کسے مجال سرتابی

ہوسکتی ہے۔ غضب خدا کا جو ذات گرامی دنیا سے لہو ولعب کو ختم کرنے کے لئے مبعوث ہوئی ہو وہ ذات پاک اور سماع وسرود کے لئے ان پرزور الفاظ میں فضیل مکی قدس سرہٗ کو تنبیہ کرے؟ کہ ''تو انکار سماع ابواحمد می کنی و انکار سماع او انکار سماع پیران اوست و انکار سماع پیران او انکار سماع ماست، وہر کہ انکار پیران دین وانکار ما کند ہمیں بیند کہ تو دیدی، اگر خواہی کہ ازیں زحمت برشوی در مجلس سماع ابواحمد چشتی بصدق دل حاضر شو۔''

یہ ساری حکایت اس لئے لکھی گئی کہ بزم سماع وسرود میں رقص و وجد وحال کا شرعی ودینی جواز ہاتھ آجائے۔

بات کسی اور ذات سے منسلک ہوتی تو کوئی بات نہ تھی مگر تذکرہ ہے سرکار دوعالم ﷺ کے بزم سماع میں فضیل مکی کو حاضری کے حکم دینے کا۔

سرکار دوعالم ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔ من کذب عَلَیَّ متعمدًا فلیتبوء مقعدہ من النار، یعنی میری طرف سے جھوٹ باتیں منسوب کرنے والے کا ٹھکانا جہنم ہے۔

ناظرین خود ہی فیصلہ فرمالیں کی ایسی روایتوں سے کفر لازم آتا ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا سنّی العقیدہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تو کھلی ہوئی گمراہی اور صریحاً کفر ہے

☆☆☆

فلعنة الله علی الکاذبین

نبی کی اہانت

سبع سنابل بزبان فارسی صفحہ ۶۱ سنبلہ دوم دربیان پیری مریدی

حکایت: مردے بود از سلطان المشائخ منکر واز راہ وروش ایشاں متنفر و اعتقاد بدرویش دیگر داشت۔ روزے ازاں درویش پرسید کہ مرا آرزوئے ملاقات حضرت پیغمبر علیہ السلام بسیار است۔ اگر بعنایت شما ملاقات میسر شود غایت بندہ نوازی وسرفرازی باشد، آں درویش گفت، روزے کہ درخانقاہِ سلطان المشائخ سرود وسماع درمی دہند آں روز حضرت خضر علیہ السلام آنجا حاضر میشود ونگہبانیِ نعلین وکفش ہائے مردم می کند، آں مرد از انکار خود پشیمان گشت و روز سماع درخانقاہ ایشاں آمد با خضر علیہ السلام ملاقات کرد واز وے فائدہ ہا گرفت۔

ترجمہ: ایک شخص تھا جو سلطان المشائخ سے منکر اوران کی راہ وروش سے نفرت کرتا تھا اور کسی دوسرے درویش سے عقیدت رکھتا تھا، ایک دن اس نے اس درویش سے کہا کہ مجھ کو خضر پیغمبر علیہ السلام سے ملاقات کی بہت تمنا ہے، اگر آپ کی عنایت میسر آجائے تو نہایت کرم ومہربانی ہوگی۔ اُس درویش نے کہا کہ جس دن درگاہ سلطان المشائخ میں سرود وسماع کی محفل

برپا ہوتی ہے اس دن خضر علیہ السلام اس جگہ حاضر ہوتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ وہ شخص اپنے انکار سے شرمندہ ہوا اور سماع کے دن اُن کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ اور خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور اُن سے فائدہ حاصل کیا۔

مصنف سبع سنابل میر عبدالواحد بلگرامی نے پیغمبر خضر علیہ السلام کو جن کا شمار انبیاء علیہم السلام میں ہے (اور جنھیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی اپنی کتاب ''الملفوظ'' میں نبی تحریر کیا ہے) بزم سماع وسرود میں لوگوں کی جوتیوں کی نگہبانی کا ارذل ترین کام سپرد کرکے کھلی ہوئی توہین کی ہے۔ اس سے بڑی گستاخی وبددینی کیا ہوسکتی ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حکایت پر ایمان رکھنے والے جو کفر صریح ہے، کیسے سنّی العقیدہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایسے ہی بدمذہب لوگوں کے لئے اپنے فتوے میں لکھا ہے کہ ''بعضے ایسے ہیں جو اپنے آپ کو اہل سنّت و الجماعت کہتے ہیں، حنفی بنتے ہیں، چشتی نقشبندی بنتے ہیں، نماز روزہ ہمارا سا کرتے ہیں، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ سب بدتر زہر قاتل ہیں، ہوشیار خبردار مسلمانوں اپنے دین وایمان کو بچائے رکھیو۔''

مصنف سنابل نے خضر کے ساتھ پیغمبر اور علیہ السلام کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ اگر صرف خضر لکھا ہوتا تو کوئی تاویل پیش کی جاسکتی تھی کہ ممکن ہے کوئی دوسرا اس نام کا شخص ہو، مگر اس تحریر کے بعد ریب وشک کا

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسا شخص جو کسی نبی کی اہانت کا مرتکب ہو اس کے لئے یہ فتویٰ ہے۔ من استخف نبیاً اوابانہ کفر، الخ (فتاوٰۃ بزازیہ) یعنی جس شخص نے جھوٹا سمجھا کسی نبی کو یا اہانت کی کسی نبی کی اس نے کفر کیا۔

اہانت نبی کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے احکام شریعت حصّہ اوّل صفحہ ۵۷۔ اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے، اپنے فتوے میں تحریر فرمایا ہے۔ ''محمد الرسول اللہ ﷺ کو ہر بات میں سچا جاننا، حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقر ہوا سے مسلمان جانیں گے۔ جبکہ اس کے کسی قول وفعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے۔ الخ'' اس فتوے سے واضح ہو گیا کہ نبی کی تکذیب یا توہین کرنے والا صاحب ایمان ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو توہین نبی کرنے والوں کے عقیدۂ باطلہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

☆☆☆

وفات حضرت سلطان المشائخ کا ایک واقعہ

مصنف سبع سنابل کے دل میں ذوق سماع و سرود کا جو جذبہ کار فرما نظر آتا ہے اسے تذکرۂ وفات مخدوم کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیے۔
سنابل ہی کی زبانی سنئے: اصل عبارت سبع سنابل صفحہ ۶۳ سنبلۂ دوم
''چوں ایشاں ازیں جہاں خرامیدند، وَفِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ، آرمیدند و جنازۂ ایشاں برداشتہ، جماعت قوالاں شامی و تاتاری ہمراہ جنازہ می رفتند و ایں بیتہا در سرود می گفتند۔

نظم: سروسیمینا بصحرا می روی — نیک بدعہدی کہ بے مامی روی
اے تماشا گاہ جانہا روئے تو — تو کجا بہر تماشہ می روی
دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست — تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

دست سلطان المشائخ از جنازہ برآمد و بلند شد، امیر خسرو قوالاں را منع کرد و گفت کہ ساکت باشید و گرنہ ہمیں زماں مخدوم از جنازہ برآید و در سماع درآید در رقص کند پس فتنہ قائم شود۔

''ترجمہ: جب حضرت مخدوم اس دنیا سے رخصت ہوئے اور ان کا جنازہ اٹھا تو شامی و تاتاری قوالوں کی ایک جماعت جنازہ کے ہمراہ روانہ ہوئی جو

باجے کے ساتھ سعدی شیرازی کی غزل کے اشعار گا رہی تھی۔ حضرت سلطان المشائخ کا ہاتھ جنازے سے باہر آیا اور بلند ہوگیا۔ امیر خسرو نے قوالوں کو منع فرمایا ور کہا کہ چپ ہو جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مخدوم جنازے سے باہر آجائیں اور سماع میں شریک ہوکر رقص فرمانے لگیں اور فتنہ قائم ہو جائے۔

نعوذ باللہ کہا حضرت نظام الدین اولیاء کی ذات پاک، کہاں اُن کا منصب ولایت اور کہاں سرود کی آواز پر جنازے سے ہاتھ نکال کر بلند کر دینے کی روایت۔ بس یہی کہتے بنتی ہے کہ

کاکل نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

☆☆☆

آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور شہنشاہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہ، پر تہمت سماع

سبع سنابل بزبان فارسی صفحہ ۲۱۳ سنبلہ ہفتم

اصل عبارت: ''شیخ علوِ دینوری اہل سماع بود و اعراس پیراں می کرد و روز عرس سماع می شنید، پرسید ندا ے شیخ روز عرس سماع می شنوی چہ سراست؟ شیخ گفت کہ پیغمبر ما محمد مصطفٰے و علی مرتضٰی و پیران ما سماع شنیدہ اند۔''

ترجمہ: ''شیخ علو دینوری اہل سماع میں سے تھے اور اپنے پیروں کا عرس کرتے تھے نیز عرس کے دن سماع سنتے، دریافت کیا کہ اے شیخ آپ عرس کے دن سماع سنتے ہیں اس میں کیا راز ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ میرے پیغمبر محمد مصطفٰے ﷺ اور علی مرتضٰی کرم اللہ وجہ، اور میرے پیران عظام نے سماع سنا ہے۔''

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت شیخ علو دینوری مرید و خلیفہ حضرت جیرۂ بصری قدس سرہ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ اپنے پیر کے عرس کے دن سماع کیوں سنتے ہیں تو شیخ نے فرمایا کہ ''پیغمبر ما محمد مصطفٰے و علی مرتضٰی و پیران ما سماع شنیدہ اند۔''

مصنف سنابل نے اس روایت میں سرکار دوعالم ﷺ اور

سلطان الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہ، دونوں نفوس قدسیہ کو اپنے پیروں کے ساتھ اہل سماع بتایا ہے۔ حالانکہ سیرت پاک اور حیات صحابہ میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں ملتا کہ حضور انور ﷺ یا حضرت علی کرم اللہ وجہ، نے کسی محفل سماع میں شرکت کی ہو یا خود کبھی سنا ہو یا ایسا کوئی حکم دیا ہو۔ سرکار مدینہ ﷺ نے ہمیشہ لہو ولعب سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہاں بھی وہی جذبہ کارفرما ہے کہ ان مہتم بالشان ہستیوں کا ذکر کر کے آتش ہوس کو سرد کیا جائے۔ بیشک ایسا عقیدہ رکھنے والا صحیح مسلمان بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگوں پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

سماع بہتر ہے کہ نماز

سبع سنابل بزبان فارسی صفحات ۱۸۱-۱۸۰ سنبلۂ ہفتم

اصل عبارت: ''امام شمس الائمہ گرگانی با شیخ المشائخ شیخ مودود چشتی قدس سرہٗ گفت کہ اے شیخ ما روایت فقہ می گویم و مسالۂ شرعی را بحث می کنیم ہم از اصول شما می پرسم کہ رائے شما برچیست سماع بہتر یا نماز؟ شیخ فرمود کہ بر اصطلاح سلوک می پرسی گفت آرے شیخ فرمود کہ شما از علمائے دین اید نیکوتر دانید کہ اگر شخصے دوگانۂ نماز با شرائط وارکانے کہ آمدہ است باخلاص تمام بگذارد وقبول من اللہ تعالیٰ را احتمال دارد، ان شاء اقبل و ان شاء ردّ شیخ الائمہ گفت آرے شیخ فرمود کہ آں در خطر قبول است و السماع جذبةٌ من جذبات الحق در عین قبول است و تو مرد دانشمندے و مجتہدے خود انصاف کن و بخاطر فقیر ایں سخن راست و درست نمودہ است بجہت آں کہ نماز اس جملہ مکاسب است و سماع و وجد از جملہ مواہب اگرچہ بعضے مواہب نتیجۂ مکاسب است و بعضے امتنان محض است لیکن سرود عین عنایت و قبول حق سبحانہ ست کہ در ہیچ شائبۂ ردنیست۔

ترجمہ: شمس الآئمہ گرگانی نے شیخ المشائخ شیخ مودود چشتی قدس سرہ سے

فرمایا کہ اے شیخ ہم روایت فقہ اور شرعی مسائل سے بحث نہیں کرتے بلکہ ہم آپ کے اصول کے تحت دریافت کرتے ہیں۔ کہ آپ کی رائے اس بارے میں کیا ہے آیا سماع بہتر ہے یا نماز؟ شیخ نے فرمایا کہ کیا آپ علمائے دین میں سے ہیں زیادہ بہتر واقف ہیں کہ اگر ایک شخص نماز دوگانہ تمام شرائط وارکان کے ساتھ باخلاص ادا کرتا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے قبول ہونے میں احتمال رکھتا ہے، چاہے وہ قبول کرے چاہے رد کرے۔ شیخ الائمہ نے فرمایا ہاں، شیخ نے فرمایا کہ اس مین قبولیت کا خطرہ ہے اور سماع اللہ تعالیٰ کے جذبوں میں سے ایک جذبہ ہے جو عین قبول ہے۔ آپ مرد دانشمند و مجتہد ہیں اس کے بارے میں خود انصاف کرلیں۔ اس سلسلے میں فقیر کے نزدیک یہ سخن راست ودرست ہے کہ نماز کا تعلق اکتساب سے ہے اور سماع و وجد وہبی چیز ہے اگر چہ بعض وہبی چیزیں کسب کا نتیجہ ہیں، لیکن سرود عین عنایت وقبول باری تعالیٰ ہے۔ کہ اس میں ذرا بھی رد کا شائبہ نہیں ہے۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ مصنف سبع سنابل میر عبدالواحد بلگرامی نے اپنے ذوق سماع وسرود کی تسکین کے لئے کیسی کیسی روایتیں تحریر فرمائی ہیں۔ وہ بھی محض اس لئے کہ انہیں سماع وسرود پر رقص کرنے کا جواز ہاتھ آجائے۔ مصنف سنابل نے یہ بھی نہ دیکھا کہ بات کن اکابر تک پہنچتی ہے۔ شمس الائمہ امام گرگانی اور شیخ مودود چشتی قدس سرہٗ جیسی عظیم شخصیتیں سماع وسرود کو نماز سے افضل کہہ ہی نہیں سکتیں۔ اس لئے کہ تمام علماء، مشائخین کرام واکابر اولیا اللہ کا فتویٰ ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔

ان خاصان خدا کی نمازیں تو وہ ہوتی ہیں جن کے قبول میں ذرہ برابر بھی شائبۂ رد نہیں ہوتا۔ یہ عام آدمیوں کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ جن میں احتمال رد ہو اور نعوذ باللہ سرود جو مطلقاً حرام ہے وہ عین عنایت وقبول باری تعالیٰ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ غلط روایت جو ان بزرگان سلسلۂ چشتیہ سے منسوب کردی گئی ہے وہ صرف مصنف سنابل کے اغراض ذاتی کا نتیجہ ہی کہی جا سکتی ہے۔ اور صرف اسی روایت پر کیا منحصر ہے مصنف موصوف نے افضلیت سماع وسرود ثابت کرنے کے لئے عجیب عجیب روایات تحریر فرمائی ہیں۔ جن سے کفر لازم آتا ہے اور تعجب اس پر ہے کہ بعض خود ساختہ سنی علماء اس کتاب کو ایمانیات میں داخل کئے ہوئے ہیں۔

بقول مصنف سنابل تو سرود عین عنایت وقبول باری تعالیٰ ہے۔ نعوذ باللہ۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وما کان صلوٰتھم عند البیت الا مکاءً و تصدیہ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔ (سورۂ انفال) ان کافروں کی عبادت بیت اللہ شریف میں تالیاں پیٹنا اور سیٹیاں بجانا تھا۔ اپنے کفر کی بنا پر عذاب کا مزا چکھو، اور فرمان رسالت ہے ''میں مبعوث کیا گیا ہوں تمام ہاتھ سے اور منہ سے بجانے والے باجوں کو ختم کرنے کے لئے۔ (صحیحین)

اب ناظرین خود ملاحظہ فرمالیں کہ قرآن کریم اور حدیث مصطفےٰ ﷺ کے مطابق شیخ مودود چشتی اور شمس الائمہ امام گرگانی قدس سرہم کی ذات مقدسہ سے اس روایت کو جوڑ کر مصنف سنابل نے کیا ظلم ان بزرگ شخصیتوں پر کیا ہے۔

مزید براں سنابل ہی کے صفحہ ۲۳ پر قاضی حمید الدین کا ایک واقعہ سماع لے مباح ہونے کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب علماء بغداد نے دریافت کیا کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ آپ کا مرض بے سرود کے دور نہیں ہو سکتا تو قاضی حمید الدین نے فرمایا، عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''قاضی حمید الدین گفت کہ مزامیر را حاضر کنید قضارا در خانۂ مرید قاضی حمید الدین بقفادو دو مزامیر بود بر ہمہ را حاضر آوردند۔ قاضی حمید الدین گفت اے مزامیر اگر مرض ما بے نوائے شما بہ نمیشود پس بے سازندۂ در ساز در آئید، ہر ہمہ در ساز و نوا آمدند، کل حاضران مجلس از علماء مفتیان و قضات را حالت گرفت و برقص در آمدند۔''

یعنی قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ باجوں کو حاضر کیا جائے، اتفاقاً قاضی حمید الدین کے مرید کے گھر میں بہتر (۷۲) باجے تھے، سب حاضر کئے گئے۔ قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ اے باجو! اگر میرا مرض تمہاری آواز کے بغیر دور نہیں ہو سکتا تو بغیر بجانے والوں کے بجنے لگو، تمام باجوں سے آواز آنے لگی حاضرین مجلس علماء و مفتیوں و قاضیوں پر وجد طاری ہو گیا اور رقص کرنے لگے۔

استغفر اللہ، سرکار دو عالم ﷺ تو یہ ارشاد فرمائیں کہ ''میں مبعوث کیا گیا ہوں تمام ہاتھ اور منہ سے بجانے والے باجوں کو ختم کرنے کے لئے۔'' اور حضرت قاضی حمید الدین جیسے خدا رسیدہ و اتباع شریعت مصطفوی کرنے والے، باجوں کو بجنے کا حکم دیں، این چہ بوالعجبی است معلوم ہوا کہ یہ ساری روایات خانہ ساز ہیں، جن کا اصل سے کوئی واسطہ

ہی نہیں ہو سکتا۔ مزامیر کو جملہ علماء و مفتیان کرام نے حرام قرار دیا ہے اور روایت متذکرہ بالا میں صاف صاف تحریر ہے کہ ''قاضی حمید الدین گفت کہ مزامیر را حاضر کنید۔ کیا اس قسم کا کوئی حکم قاضی حمید الدین رحمتہ اللہ علیہ دے سکتے تھے، جو فرمان رسول ﷺ کے سراسر خلاف ہو، نعوذ باللہ۔ ایسا ایمان و عقیدہ رکھنے والا صاحب ایمان اور سنی العقیدہ ہو ہی نہیں سکتا۔

☆☆☆

راگ گوری جیت میں قرآن کریم سُننے کی تمنّا

سبع سنابل بزبان فارسی صفحہ ۲۰۱ سنبلۂ ہفتم در متفرقات

اصل عبارت: حضرت مخدوم راچوں عمر بہ آخر رسید در آخر ایام گاہ گاہ می فرمودند کہ آرزوئے من آنست کہ بوقت موت من خوش الحانے ایں آیت را در پردۂ گوری جیت بخواند، آیت این است۔ رب قد آتیتنی من الملک و علمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموٰت والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرہ توفنی مسلما و الحقنی با الصالحین ○ تا در کلمہ
توفنی مسلماو الحقنی باالصالحین جاں دہم۔"

ترجمہ: حضرت مخدوم کی عمر جب آخر ہوئی تو اُن آخری ایام میں کبھی کبھی فرماتے تھے کہ میری آرزو یہ ہے کہ میری موت کے وقت کوئی خوش الحان اس آیت کو پردۂ گوری جیت میں پڑھے، یہاں تک کہ کلمۂ توفنی مسلماً و الحقنی باالصالحین پر جان دیدوں۔

استغفر اللہ! یک پیر سلسلہ باقی بود آنرا ہم نہ گذاشتی

مصنف سبع سنابل نے اپنے پیر و مرشد شیخ حسین کو عشق سماع اس

حد تک بتلا دیا کہ وہ نعوذ باللہ قرآن کریم کو بھی راگ گوری جیت میں سننے کے متمنی تھے۔

کون ایسا مسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ راگ راگنی میں قرآن کا پڑھنا ناجائز و حرام ہے اور تمام علماء دین کے اس پر فتوے موجود ہیں۔ شیخ حسین قدس سرہٗ اپنے وقت کے بزرگ تھے وہ ایسی تمنا کر ہی نہیں سکتے تھے۔ جس سے کسی فعل ناجائز و حرام کا ارتکاب ہوتا ہو، اور وہ بھی زندگی کے آخری ایام میں، جب کہ وہ آلائش دنیوی سے پاک صاف ہو کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے تھے۔ یہ روایت سراسر کذب اور ان کی ذات پر بہتان ہے۔

مزامیر، غنا، راگ راگنی، گانے بجانے کے سلسلے میں علماء مفسرین اور محدثین کرام کے کچھ فتوے سنتے چلئے، جس سے حقیقت سماع و سرود واضح ہو جائے۔

"باجے کی آواز سننا گناہ ہے۔ وہاں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت اندوزی کفر ہے۔" (درمختار مع الشامی جلد پنجم)

"لحن و تگنگری کے ساتھ قرآن سننا معصیت ہے اور پڑھنے سننے والا گنہگار ہے۔" (ہدایہ جدل چہارم)

"طبلہ، تنبورہ اور معازف وملاہی یعنی لہو ولعب، کھیل اور گانے بجانے) کی چیزوں میں سے کوئی بھی گھر میں رکھی جائے تو یہ مکروہ تحریمی ہے گنہگار ہوگا اگر چہ اس کو استعمال نہ کرتا ہو۔"

(فتاوئ عالمگیری جلد چہارم)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ ہے:

''غنا کو جس شخص نے مباح کہا وہ فاسق ہوگیا، حالانکہ گناہ کبیرہ ہے لہو ولعب سننا اور ایسی محفل میں بیٹھنا اور مزامیر کا بجانا اور رقص کرنا یہ سب باتیں حرام ہیں۔'' (جامع الفتاویٰ)

شامی جلد پنجم میں بھی سماع کی حرمت بیان کی گئی ہے، علاوہ ازیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی فقہ اور مسائل کی معروف کتاب غنیۃ الطالبین میں راگوں، گانوں اور سازوں کی پرزور مذمت فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے احکام شریعت حصہ اول کے صفحہ ۲۹ پر جو فتویٰ تحریر فرمایا ہے اس کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

''مسلمانو کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے، شراب پئے اور کہہ دے کہ شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے کہ غلبۂ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جُرواہے یا بیگانی۔

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نہ باشد و دریں باب بسیار غلو کرد تا بعد یکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد تسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نہ گوید زمرا کہ نشاید آواز آں شنودن، پس پشت دست و بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نہ زد کہ آں

بہ لہوی ماند تا این غائت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است، پس در سماع مزامیر بطریقہ اولیٰ منع است، بہ اختصار۔

مسلمانوں جوائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت، للّٰہ انصاف کے ساتھ کیا خبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے اور اُن سچے محبوبان خدا کی سچی اتباع فرمائے۔ آمین۔ الٰہ الحق آمین بجاھھم عندک آمین واللہ الھادی واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہٗ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ محمدنِ المصطفےٰ ﷺ۔

قارئین کرام! خود حضرت سلطان المشائخ تو یہ فرمائیں کہ ''سماع مزامر بطریقۂ اولیٰ منع است۔'' اور مصنف سنابل ان پر بہتان باندھیں یہ کہاں تک درست ہے۔

مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر ہے: ''جاننا چاہئے کہ سماع ورقص درحقیقت لہو ولعب میں داخل ہے آیت کریمہ۔ وَمَن یَّشتری لھوالحدیث (سورۂ لقمان پارہ ۲۱) اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی (نالائق) ہے جو واہیات (خرافات) قصے کہانیاں مول لے لیتا ہے، سرود کے منع ہونے کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ مجاہدؒ جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاگرد ہے اور کبائر تابعین کہتا ہے کہ لھوالحدیث سے مراد سرود ہے۔''

اور ابونصیر الدبوسی سے نقل کی گئی ہے اور انھوں نے قاضی ظہیرالدین

کوارزمی سے نقل کی ہے کہ مَنْ سَمِعَ الغِنَاءَ مِنَ المُغْنِی
وَغیرہ اویتریٰ فُعِلاً مِنَ الحرام ف۔یُحسِنُ ذَالِكَ
بَاعتقَادٍوبغیرا اعتقادٍ یصیرُ مُرتَدّاً فِی الحَال بناءً علٰی
اَنَّہُ اَبطَلَ حُکمَاالشَرِیعة وَمَنْ اَبطَلَ حُکم الشُرِیعَة
فَلَایَکُونُ مومِناًعِند کُل مُجتہدٍ وَلَا یَقبلُ اللہ تعالٰی
طَاعَتَہٗ وَاحبَطَ اللہ تعالٰی کُلَّ حسناتہ، جس نے کسی گانے
والے یا کسی اور سے سرود سنایا فعل حرام کو دیکھا اور اس کو اچھا جانا
ازروئے اعتقاد کے یا بغیر اعتقاد کے تو اُسی وقت مرتد ہو جاتا ہے۔
کیونکہ اس نے شریعت کے حکم کو باطل کردیا اور جس نے شریعت کے حکم کو
باطل کردیا وہ کسی مجتہد کے نزدیک مومن نہیں رہتا اور نہ اللہ تعالیٰ اس کی
اطاعت کو قبول کرتا ہے اور اس کی سب نیکیوں کو دور کردیتا ہے۔اَعَاذَنَا
اللہ سُبْحَانَہٗ مِن ذَالِكَ اللہ تعالیٰ ہم کو اس سے بچائے۔

قارئین کرام!

اکابر علماء دین، ائمہ ربانی، مفسرین ومحدثین کرام کے ان تمام
فتووں کو پیش نظر رکھئے اور ایمانداری سے خود ہی فیصلہ کرلیجئے کہ سبع سنابل
جیسی کتاب جس میں انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ عظام پر بہتان تراشی کی
گئی ہو، اولیاء اللہ کی شان میں گستاخیاں کی گئی ہوں اور جسے نام نہاد اور
خود ساختہ سنی علماء نے اپنے دستور اساسی میں شامل کیا ہو نیز جس پر علماء
کرام نے کورانہ تقلید میں مہر تصدیق ثبت کی ہو۔اس پر ایمان وعقیدہ رکھنا
فعل دینی ہے یا عین ارتداد؟

حیرت اس بات پر اور بھی ہے کہ خود فاضل بریلوی مولانا احمد
رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزامیر وسرود کو اپنے فتوے کی رو سے حرام
بھی بتاتے ہیں، ایسے شخص کو مومن بھی نہیں سمجھتے اور خود سبع سنابل جیسی
کتاب پر جس میں سماع وسرود اور لہوولعب کو جائز اور مباح رکھا گیا ہے۔
صرف صحیح ہی نہیں سمجھتے بلکہ بعض کتب میں اس کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ایسی
صورت میں یا گو یہ تمام فتوے جو انھوں نے اور دوسرے اکابر علماء وفقہاء
کرام نے مزامیر وسماع وسرود کی حرمت میں دیئے ہیں وہ سب غلط ہیں یا
پھر سبع سنابل میں مصنف سنابل کی خود ساختہ کذب وبہتان پر مشتمل ساری
روایت غیر ایمانی ہیں۔

یقیناً ایسی لغو اور بے بنیاد روایات پر عقیدہ وایمان رکھنے والا
مرتد وگمراہ تو ہوسکتا ہے صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔

یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ حضرت فاضل بریوی نے سبع سنابل کا
مطالعہ نہیں فرمایا تھا، اس لئے کہ بغیر مطالعہ کئے ہوئے حوالہ دیا ہی نہیں
جاسکتا۔موصوف نے یقیناً پوری کتاب کو لفظاً لفظاً پڑھا ہوگا۔البتہ یہ بات
درطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے کہ شان رسالت میں کسی کی ہلکی سی لغزش قلم
کو بھی برداشت نہ کرسکنے والے نے ان صریح گستاخیوں کو کیسے اور کس
دل سے گوارا کرلیا۔جو مصنف سنابل نے اپنی کتاب میں انبیاء علیہم
السلام، صحابۂ کرام اولیاء وصلحاء کی شان مبارکہ میں کی ہیں اور یہ کہ کیا ان
کا یہ عمل تدین دینی کے خلاف نہ سمجھا جائے گا؟

واقعۂ کالپی اور اُس میں مصنّف سَنابل کا اَضافہ

کتب معتبرہ اخبار الاخیار، مجمع الفنون، خزینۃ الاصفیاء، مدار اعظم اور ذوالفقار بدیع وغیرہم میں مؤلفین کرام نے جو واقعہ تحریر فرمایا ہے وہ صرف یہ ہے:

اصل واقعہ: حضرت سیّد بدیع الدین قطب الاقطاب قطب للدار رضی اللہ عنہ اپنے جد کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے حکم کے مطابق دیگر ممالک کا دورہ فرماتے ہوئے بغرض تبلیغ دین متین جب شہر کالپی میں رونق افروز ہوئے تو آپ کے کشف وکرامات کی چہار جانب شہرت ہوئی اور مخلوق خدا آپ کے فیضان رشد وہدایت سے مستفید ومستفیض ہونے لگی۔

قادر شاہ بادشاہ اس وقت وہاں پر برسر حکومت تھا، سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کی خبر پاکر اپنے مرشد شیخ سراج الدین قدس سرہٗ سے اجازت لے کر ملاقات کے لئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا مگر کسی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی، قادر شاہ بادشاہ واپس گیا اور شاہی توہین سمجھ کر غصہ میں کہلا بھیجا کہ اس درویش سے کہہ دو کہ میری حدود سلطنت سے نکل جائے۔ سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو

بادشاہ کی اس گستاخی کا سخت رنج ہوا اور آپ اسی وقت چل کر دریائے جمن (جمنا) کے پار ہوگئے۔ بادشاہ اس گستاخی کے نتیجے میں قہر الٰہی میں مبتلا ہوگیا اور اس کے تمام جسم میں آبلے پڑ گئے۔ اطباء نے بہت کچھ علاج کیا، سوزش بڑھتی گئی اور صحت نہ ہوسکی۔ مایوس ہوکر شیخ سراج الدین کو اطلاع کی، شیخ سراج الدین نے قادر شاہ کا حال زار دیکھ کر اپنا لباس اس کو پہنا دیا، بادشاہ کو سکون ہوا۔ یہ خبر جب حضرت سیّد بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی کہ شیخ سراج الدین قہر الٰہی کا مقابلہ کر رہے ہیں تو آپ کی زبان مقدس سے نکلا ''سراج الدین چرا نسوخت'' آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ ادا ہوتے ہی سراج الدین کے جسم میں آبلے پڑ گئے۔ اور سوزش پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کا ظاہر و باطن سب سوخت ہوگیا، سراج الدین نے وصیت فرمائی کہ مجھے بغیر غسل کے دفن کر دینا اس کے بعد انتقال ہوگیا۔ لیکن کچھ لوگوں نے بغیر غسل کے آپ کو دفن کرنا مناسب نہ سمجھا اور غسل دینا چاہا۔ جب آپ کے ہاتھ کی انگلی پر تھوڑا پانی ڈالا تو آپ کے ہاتھ کی انگلی راکھ کی طرح بہہ گئی اس کے بعد آپ کو بغیر غسل کے دفن کر دیا گیا۔ اُسی دن سے آپ سراج الدین سوختہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اور قادر شاہ کی تکلیف جب حد سے تجاوز کرگئی تو وہ جنگل کی جانب نکل گیا اور بُری حالت میں انتقال ہوا۔ قادر شاہ کے انتقال کی خبر پاکر بادشاہ ہوشنگ آباد اور بادشاہ جونپور یعنی ابراہیم سرقی (جو حضرت سیّد بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا) دونوں بادشاہ اس کی سلطنت پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے مقام سے

چلے، مگر بادشاہ ہوشنگ آباد پہلے پہنچ گیا اور سلطنت پر قابض ہو گیا۔ جب ابراہیم شرقی کو معلوم ہوا کہ قادر شاہ کی سلطنت پر قبضہ ہو گیا تو وہ راستہ ہی سے واپس ہو گیا۔

یہ تمام تر واقعہ اتنا ہی ہے اس واقعہ کالپی کے بعد حضرت سیّد بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جون پور تشریف لے گئے۔

مصنف سبع سنابل نے اس واقعۂ کالپی کو دوسرا رنگ دینے کی کوشش فرمائی ہے۔ جس کا اصل واقعہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ محض اُن کا اپنا خود ساختہ اضافہ ہے۔ جسے انھیں کی زبان سے سنئے:

☆☆☆

مصنف سبع سنابل کے آئینہ میں

عبارت سنابل صفحہ ۴۰-۴۱ سنبلۂ دوم:

''قصہ مختصر خیانست کہ مدتے حضرت شاہ مدار سکونت در مقام کالپی بود و در آں وقت والی آں ولایت نیک مردے بود، قادر شاہ نام، خادم درویشاں و مرہم دلریشاں و محبّ الفقراء بودے و اکثر اوقات بملاقات حضرت شاہ مداری آمد، وایشاں بدو التفات نمی کردند، درون نمی طلبیدند او مہر باری باز گشتہ می رفت۔''

ترجمہ: قصہ مختصر یہ ہے کہ حضرت شاہ مدار ایک مدت تک کالپی میں مقیم رہے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ قادر شاہ جس کا نام تھا، درویشوں کا خادم اور مجبوروں کے دل کا مرہم، فقراء سے دوستی رکھتا تھا، کئی بار شاہ مدارؒ سے ملاقات کے لئے آیا۔ یہ اس سے ملاقات نہیں کرتے اور نہ اندر طلب کرتے وہ ہر بار واپس جاتا۔

ناظرین کرام! مصنف سنابل نے واقعۂ کالپی کے ساتھ اپنی طرف سے قصۂ مختصر خیانست لکھ کر جو اضافہ فرمایا ہے وہ کسی دوسرے مورخ یا واقعہ نگار نے کہیں نہیں لکھا اور نہ اس طرح کسی کتاب میں نظر آیا۔ مصنف سنابل نے قادر شاہ بادشاہ کا ملاقات کے لئے بار بار آنا اور

واپس جانا جو تحریر فرمایا ہے بر بنائے ''کشف ذاتی'' معلوم ہوتا ہے ورنہ اسے کوئی اور مصنف یا مؤلف بھی لکھتا۔ لہٰذا یہ سراسر غلط ہے، ایک بادشاہ کا بار بار آنا اور واپس جانا، شاہی آداب کے خلاف ہے۔ جبکہ سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے خواص وعوام سبھی مستفیض ہو رہے تھے تو ایک بادشاہ سے گریز کیا معنی، خاصانِ خدا کی نظر میں بادشاہ اور غریب کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ سے قادر شاہ کی ملاقات نہ ہونا امر ربی تھا اس لئے کہ اولیاء اللہ کا ہر فعل باری تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے۔ غیرت خداوندی ان خاصان خدا کو عام خلائق کی نظروں سے محفوظ ومستور رکھتی ہے۔ اللہ کی جانب سے ان کو جیسا حکم ہوتا ہے ویسا ہی عمل فرماتے ہیں۔ اسرار الٰہی کا جاننا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر   زانکہ باشد در نوشتن شیر و شیر

انکی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''روزے قادر بجہت ملاقات آمدہ بود، ودر درون حویلی شاہ مدا[illegible] را دو کس تکلم می کردند، و او راسپ کلاں سوار بود، اگردن بلند کردہ دید [illegible]ار و یک جوگی میان یکدیگر تکلم می کنند، گفت عجب درویشے است [illegible]ن بجہت طلبگاری دین ہر بار می آیند با من ملاقات نمی کنند، با لبے [illegible]نشستہ در مکالمہ مشغول اند، ایں گفت و بازگشت۔''

[illegible]۔ ایک روز قادر شاہ بادشاہ ملاقات کے لئے آیا تھا اور شاہ مدار کی [illegible] کے اندر دو شخص باتیں کر رہے تھے۔ قادر شاہ اونچے گھوڑے پر سوار

تھا، گردن بلند کر کے دیکھا کہ شاہ مدار اور ایک جوگی آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا عجب درویش ہے کہ میں بار بار طلب دین کے لئے آیا ہوں، مجھ سے ملاقات نہیں کرتا اور ایک بے دین کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتوں میں مشغول ہے۔ یہ کہا اور واپس چلا گیا۔

مصنف سنا مل تحریر فرمار ہے ہیں کہ قادر شاہ ملاقات کے لئے آیا تھا اور شاہ مدار صاحب کی حویلی میں دو شخص باتیں کر رہے تھے، قادر شاہ اونچے گھوڑے پر سوار تھا، گردن بلند کر کے دیکھا کہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ ایک جوگی سے باتیں کر رہے ہیں۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں، حضرت سیّد بدیع الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغ دین مبین کی خاطر پورے ہندوستان کا دورہ فرمایا مگر نہ آپ نے کسی جگہ کوئی حویلی تعمیر کروائی اور نہ کسی نے آپ کی کسی حویلی کا کہیں ذکر فرمایا۔ اور اگر آپ کا قیام کسی دوسرے کی حویلی میں عاریتاً تسلیم بھی کرلیا جائے تو حویلی کا تصور فرمایئے اور پھر حویلی کا طول وعرض اس کی بلندی وپستی پر نظر ڈالئے اور قادر شاہ کا گھوڑے پر سوار ہو کر گردن بلند کر کے سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کا ایک جوگی سے باتیں کرتے ہوئے درون حویلی دیکھ لینا حیرت واستعجاب کی بات ہے۔ غالباً قادر شاہ کا گھوڑا ہوا میں اڑتا ہوگا۔ ورنہ کجا حویلی کی بلند دیواریں اور کجا قادر شاہ کا گھوڑا۔ قادر شاہ کا بجہت ملاقات حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے پاس گھوڑے پر بیٹھ کر شاہانہ جاہ وجلال کے ساتھ آنا اس

کی رعونت مزاجی کی نشاندہی کرتا ہے، ورنہ اللہ والوں کے حضور جب
بادشاہان اولوالعزم بھی طلب دین کے لئے ازراہ عقیدت حاضر ہوتے
ہیں تو ان کا انداز مغرورانہ نہیں ہوتا بلکہ پیادہ پا چل کر حاضر ہوتے ہیں۔
حضرت عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ جب بارگاہ قطب المدار رضی اللہ
تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئے تو دریائے ایسن پر پہنچ کر جو دارالنور مکن پور
شریف کے کنارے پر جاری ہے پیادہ پا ہوگئے، لوگوں نے سبب
دریافت کیا تو آپ نے برجستہ فرمایا:

بیا کہ اوج کمالات راظہور ایں جاست — بیا کہ مرجع ہر قیصر وقصور ایں جاست
جناب اقدس شہنشاہِ مدار جہاں — بپائے دیدہ بیاو ببیں کہ نور ایں جاست

شہنشاہ ہندوستان حضرت علمگیر رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ والوں کی
بارگاہ میں آنے والوں کو یہ ادب سکھایا کہ اولیاء اللہ کے حضور آنکھوں کو
قدم بنا کر حاضر ہوتے ہیں۔ اِس لئے کہ جہاں یہ خاصان خدا ہوتے ہیں
وہاں انوار وتجلیات کی بارش ہوتی ہے، ایسے مقام پر جوتے پہن کر
چلنا سراسر بے ادبی ہے۔
مصنف سنابل نے واقعۂ کالپی کے ساتھ مندرجہ بالا عبارت اپنی
جانب سے اضافہ کر کے تحریر کی ہے کسی دوسرے مصنف یا مؤلف کی کتاب
میں یہ عبارت نہیں پائی جاتی۔ قادر شاہ کا ملاقات کے لئے آنا اور یہ کہہ کر
واپس جانا کہ عجب درویش ہے میں طلب دین کے لئے آتا ہوں، مجھ سے
ملاقات نہیں کرتا۔ قادر شاہ کا بار بار آنا اور واپس جانا، شاہانہ شان و
شوکت اور آداب شاہی کے منافی ہے۔ یہ بات قادر شاہ پر بھی بہتان ہے

اور سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی کھلی ہوئی تہمت ہے۔ اگر
قادر شاہ ازراہ عقیدت حاضر ہوا تھا تو اس کا وہ عمل ہونا چاہئے تھا جو
حضرت اورنگ زیب علمگیر رحمتہ اللہ علیہ کا تھا اور اگر اظہار جاہ وجلال
شاہی مقصود تھا تو پہلی بار ملاقات نہ ہونے پر اس کو اپنی اہانت محسوس کرنی
تھی، بار بار آنا چہ معنی دارد۔ معلوم ہوا کہ یہ سارا واقعہ مصنف سنابل کی
افسانہ گری اور اختراع محض ہے جس کا حقیقت سے کوئی سروکار نہیں۔

اسی روایت کا اگلا حصہ ملاحظہ فرمائیں:

عبارت یہ ہے: ’’آں جوگی کارے کرد، کہ در اندام قادر شاہ جا
بجا داغہائے سفید افتادند، قادر شاہ پیش پیر خود رفت کہ شیخ سراج نام
داشتند و ماجرا باز گفت و داغہائے سفید را بنمود، شیخ سراج قدس سرہٗ لعاب
دہن خود پر آں داغہا مالیدند و داغہا دور شدند، او صحت یافت۔‘‘
ترجمہ: اس جوگی نے کچھ ایسا کیا کہ جس سے قادر شاہ کے تمام جسم پر سفید
داغ پڑ گئے۔ قادر شاہ اپنے پیر کے پاس جن کا نام شیخ سراج تھا گیا، اور
سارا قصہ بیان کیا اور سفید داغ دکھلائے۔ شیخ سراج قُدس سرہٗ نے اپنا
لعاب دہن ان داغوں پر خود ملا۔ داغ دور ہو گئے، اس نے صحت پائی۔
مصنف سنابل تحریر فرما رہے ہیں کہ جب قادر شاہ حضرت سیّد
بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات نہ ہونے کے
بعد واپس گیا تو اس جوگی نے کچھ ایسا کیا کہ جس کے اثر سے قادر شاہ کے
تمام جسم میں سفید داغ پڑ گئے۔ قادر شاہ اپنے پیر و مرشد شیخ سراج قدس
سرہٗ کی خدمت میں پہنچا اور سارا ماجرا بیان کیا اور سفید داغوں کو دکھایا۔ شیخ

سراج نے اپنا لعاب دہن قادرشاہ کے سفید داغوں پر ملا، داغ دور ہوگئے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں: قادرشاہ کی سلطنت میں رہنے والا ایک جوگی جو سرکار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ سے گفتگو کررہا تھا، اس بیچارے کی کیا یہ جرائت ہوسکتی تھی کہ وہ قادرشاہ پر جادو کرتا۔ اور نہ قادرشاہ اور اس جوگی کے درمیان کوئی دشمنی ثابت ہوتی ہے، یہ محض مصنف سنابل کی افسانہ گری ہے۔ اگر قادرشاہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے حضور بہ نیت ملاقات حاضر ہوا تھا اور گھوڑے پر بیٹھ کر جھانکنے کی گستاخی اس سے سرزد ہوئی تھی تو یہ گستاخی حضرت قطب المدارؓ کی جناب میں کی تھی جس پر انھیں سزا دینی چاہئے تھی، جوگی سے اس گستاخی کا کوئی تعلق نہ تھا اِس کا ان پر جادو کرنا یا ایسا کوئی عمل کرنا جس سے وہ مبروص ہوجاتے، کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ مصنف سنابل کا مقصد قادرشاہ سے عناد ثابت کرنا تھا مگر وہ اپنے آئینۂ تحریر ہی میں ناکام نظر آتے ہیں۔ ورنہ جب جوگی کے س عمل کو قادرشاہ کے پیر سراج الدین قدس سرہٗ نے لعاب دہن لگا کر بے اثر کردیا تھا تو قادرشاہ کو سزا دینے کے لئے دوبارہ جوگی ہی کو جانا چاہئے تھا، حضرت قطب المدارؒ کو کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ تلوار لے کر قادرشاہ کو قتل کرنے پہنچتے، حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے نہ کبھی تلوار اٹھائی اور نہ انھیں اس کی ضرورت کبھی پیش آئی۔ اُن کی تلوار تو اخلاق محمدی اور سیرۃ نبی کریم ﷺ ہے جو گردن کفر پر چلتی ہے اور خاشاک خودی کو فنا کردیتی ہے مصنف سنبل اپنے قولی تضاد ہی سے اس آئینہ میں

بےنقاب نظر آتے ہیں۔

اگلا حصّہ اسی روایت کا ملاحظہ فرمائیے:

''چوں شب درآمد شاہ مدار تیغ کشیدہ پیدا شدند وخواستند کہ قادرشاہ رابکشند۔ شیخ سراج درمیان آمدند کہ این مرید است، بے گناہ برائے چہ می کشید؟ شاہمدار گفتند کہ او مرا بسیار رنجایندہ است، شیخ گفتند کہ او بطلب دین می رفت ہیچ رنجے نہ رسانیدہ است، درمیان ہردو بزرگوار خصومت افتاد کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف آورند، شاہ مدار را منع کردند کہ اورا بے گناہ کشتن می خواہید؟ ایں چہ درویشی است، انگاہ شاہ مدار عرض کردند یا رسول اللہ ﷺ درویش چوں تیغ از نیام برکشد البتہ بریک چیز بزند حالا من تیغ از نیام برکشیدم برچہ فرود آرم؟

ترجمہ: جب رات ہوئی، شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کھینچے ہوئے آئے کہ قادرشاہ کو قتل کردیں، شیخ سراج نے کہا یہ میرا مرید ہے بے گناہ کیوں مارتے ہو، شاہ مدارؒ نے کہا، اِس نے مجھ کو بہت دکھ پہنچایا ہے، شیخ نے کہا کہ وہ طلب دین کے لئے جاتا تھا اِسنے کوئی رنج آپ کو نہیں پہنچایا ہے۔ دونوں بزرگوں کے درمیان خصومت پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور شاہ مدار کو منع کیا۔ کہ اس بے گناہ کو مارنا چاہتے ہو یہ کیا درویشی ہے۔ شاہ مدار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ درویش جب میان سے تلوار کھیچ لیتا ہے البتہ کسی چیز پر مارتا ہے۔ اب میں نے میان سے تلوار کھینچ لی ہے تو کس پر وار کروں؟

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اگر قادرشاہ کے کسی عمل گستاخی سے

حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی صدمہ پہنچا تھا تو انھیں کسی
جوگی سے مدد لینے کی کیا ضرورت تھی وہ صاحب کشف وکرامات ولی کامل
تھے خود بھی سزا دے سکتے تھے، مگر مصنف سنابل شیخ سراج سے وجہ خصومت
کیسے ثابت کرتے۔ یہ ساری افسانہ گری محض اس لئے کی گئی کہ اسی
مخاصمت کی بنا پر شیخ سراج کا سوختہ ہونا ثابت کیا جائے جس کا وہ فائدہ
حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جس کا تذکرہ انشاء اللہ اگلے صفحات میں آئے گا۔
مصنف سنابل کا یہ بیان کس قدر مضحک اور خلاف واقعہ ہے کہ ''شاہ مدار
گفتند کہ اومرا بسیار رنجانیدہ است'' اگر رنج پہنچا تھا تو اس جوگی کو پہنچا
ہوگا جس نے اس پر اپنے عمل سے سفید داغ ڈال دیئے تھے، حضرت
قطب المدار کا اس رنج سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا۔

آگے فرماتے ہیں کہ ''درمیان ہر دو بزرگوار خصومت افتاد کہ
حضرت رسول ﷺ تشریف آوردند شاہ مدار رامنع کردند اورا بے گناہ
کشتن می خواہید ایں چہ درویشی است۔'' ان الفاظ پر غور فرمائیں اور
ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچیں کہ اولیاء کرام کی ہستیاں دنیا سے خصومت
مٹانے کے لئے آتی ہیں کہ پیدا کرنے کے لئے؟ مصنف سنابل نے یہ بھی
نہ سوچا کہ ''باہم جنگ کردن کار اولیاء نیست۔'' اگر یہی نفوس قدسیہ لڑنے
جھگڑنے لگیں تو ان کا ہر فعل عامۃ المسلمین کیلئے کیا حجت قرار نہ پائے گا۔
اور کیا یہ عمل مستحسن سمجھا جائے گا؟ ستم بالائے ستم یہ کہ ذات سرور کائنات
ﷺ کی عظمت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مصنف سنابل نے جہاں چاہا وہاں
حاضر کردیا، نعوذ باللہ من ذالک۔ سرکار دوعالم ﷺ تشریف

لائے اور آپ نے منع فرمایا۔ اور کہا کہ یہ کیا درویشی ہے۔ اسی روایت کو
آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

انگاہ شاہ مدار عرض کردند یا رسول اللہ ﷺ درویش چوں تیغ
از نیام برکشد البتہ بر یک چیز بزند، حالا من تیغ از نیام برکشیدم بر چہ فرود
آرم۔

سبحان اللہ کیا ایک ولی کامل کی یہی شان ہوتی ہے اور کیا وہ اپنے
مرتبہ پر فائز رہ بھی سکتا ہے جو سرکار انور ﷺ کے حضور اس قدر گستاخ
ہو کہ سرکار منع فرمائیں اور وہ ضد کرے کہ درویش جب تیغ نیام سے کھینچ
لیتا ہے تو وہ کسی چیز پر ضرور چلاتا ہے، اب میں نے تیغ نیام سے کھینچ لی ہے
کس پر چلاؤں۔ اس درجہ لغو بیانی مصنف سنابل ہی کرسکتے تھے۔ ورنہ
سرکار دوعالم ﷺ کے فرمان مبارک سے مجال سرتابی کسی عام مسلمان کو
بھی نہیں ہوسکتی چہ جائیکہ سرکار قطب المدار جیسی محبوب بارگاہ رسالت جیسی
ذات عالی، العیاذ باللہ۔

ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ مخاطب تو ہیں
سرکار دوعالم ﷺ سے جس کے جواب میں سرکار کچھ ارشاد فرمانا چاہتے
تھے بجائے سرکار کے بطور دفع دخل مقدر کے شیخ سراج الدین بول اٹھتے
ہیں کہ ''ایں تیغ شمارا بر خود گرفتم'' یہ دوسری گستاخی ہے جو انھوں نے اپنی
افسانہ گری کی جھونک میں شیخ سراج سے کرائی یعنی سرکار دوعالم ﷺ پر
سبقت کرکے خود ہی جواب دینے لگے۔ استغفر اللہ۔

''شیخ سراج الدین گفتند، ایں تیغ شمارا بر خود گرفتم، اما مرید خود را

حضرت رسانیدن روانہ دارم، شاہ مدار گفتند پس شمارا سوختم، شیخ سراج گفتند
ما جملہ مریداں شمارا گمراہ کردیم، شاہ مدار گفتند من چند کس را مرید کردہ ام
بعد ازیں تاریخ ہیچ کس را مرید نخواہم گرفت وخلافت بہ کسے نہ دادہ ام و
نخواہم داد۔ گویند در باطن سراج سوختگی افتادو در تمام عمر باطن ایشاں می
سوخت، چنانچہ ایشاں را سراج سوختہ گفتندے۔''

ترجمہ: سراج الدین نے کہا تمہاری تلوار کا وار میں نے اپنے اوپر لیا لیکن
اپنے مرید کو نقصان پہنچنا میں درست نہیں سمجھتا۔ شاہ مدار نے کہا میں تمہیں
سوخت کرتا ہوں۔ شیخ سراج نے کہا ہم نے تمہارے جملہ مریدوں کو گمراہ
کردیا شاہ مدار نے فرمایا میں نے چند مرید کئے ہیں آج کی تاریخ سے نہ
کسی کو مرید کروں گا اور نہ خلافت کسی کو دی ہے نہ دوں گا کہتے ہیں سراج
الدین کے جسم میں سوزش پیدا ہوگئی اور تمام عمر ان کا باطن جلتا رہا۔ اس
لئے ان کو سراج سوختہ کہتے ہیں۔

جیسا کہ اس سے قبل واضح کیا جاچکا ہے کہ بطور دفع دخل مقدر
سرکار دو عالم ﷺ کی موجودگی میں شیخ سراج الدین نے حضرت قطب
المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرمایا کہ میں آپ کی تلوار کا وار اپنے پر لیتا
ہوں۔ لیکن میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرے مرید کو کوئی نقصان پہنچے،
حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں سوخت کرتا
ہوں۔ شیخ سراج الدین سوختہ نے جواباً کہا میں آپ کے سارے
مریدوں کو گمراہ کرتا ہوں۔ شاہ مدارؒ نے فرمایا، میں نے کچھ لوگوں کو مرید
کیا ہے اس تاریخ کے بعد سے نہ کسی کو مرید کروں گا نہ کسی کو خلافت دی

ہے نہ دوں گا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سارا مکالمہ ہر دو بزرگوں کے
درمیان ہوتا رہا اور نعوذ باللہ من ذالک سرکار دو عالم ﷺ جو
تشریف لائے تھے وہ سماعت فرماتے رہے اور انھوں نے کسی سے کچھ نہ
فرمایا اور نہ تصفیہ کے طور پر کسی کو کچھ حکم دیا۔ مصنف سنابل یہاں پر خاموش
نظر آتے ہیں۔ ناظرین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ مصنف سنابل نے صرف
دونوں بزرگوں پر گستاخی کرکے جناب رسالتمآب ﷺ کو بھی متہم کرنے
کی کوشش کی ہے۔ کوئی بھی خواہ کتنا ہی دریدہ دہن کیوں نہ ہو اس انداز
سے سرکار دو عالم ﷺ پر انگشت نمائی نہیں کرسکتا۔ کہ سرکارؐ موجود رہے
اور سامنے ہی خصومتوں کا یہ حشر برپا ہوتا رہا، مگر آپ خاموش رہے۔ علاوہ
ازیں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت قطب المدارؒ نے شیخ سراج
الدین کو ظاہراً و باطناً جب سوخت ہی فرمادیا تو ان میں مریدان زندہ شاہ
مدارؒ کو گمراہ کرنے کی طاقت ہی کہاں رہی۔ اور بالفرض طاقت ہوتی بھی تو
کیا کوئی عارف باللہ اپنی زبان سے گمراہ کردیم کے الفاظ نکال سکتا
ہے۔ اس لئے کہ یہ فعل ابلیس علیہ اللعین ہے اور حضرت شیخ سراج الدین
سوختہ بہر حال ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ان کی ذات مبارکہ پر تہمت
بے جا لگا کر جوش افسانہ گری میں مصنف سنابل نے ان کو بھی معاف نہیں
فرمایا۔ اس کے بعد مصنف سنابل کا اصل منشا جس کے لئے انھوں نے یہ
داستان سرائی کی ہے آخر میں ظاہر ہوجاتا ہے اور جس کے الفاظ پکار پکار
کران کی باطنی خصومت کا پتہ دیتے ہیں یعنی انھوں نے حضرت قطب
المدارؒ کی زبان سے کہلایا ہے کہ ''من چند کس را مرید کردہ ام بعد ازیں

تاریخ ہیچ کس را مرید نخواہم گرفت و خلافت کسے نہ دادام و نخواہم داد'' یعنی میں نے چند لوگوں کو مرید کیا ہے آج کی تاریخ بعد نہ کسی کو مرید کروں گا اور خلافت نہ کسی کو دی ہے اور نہ دونگا۔

مصنف سبع سنابل بر بجائے اختلاف جو انھیں سادات مکنپور شریف اور سلسلۂ عالیہ مداریہ سے تھا یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے اول تو بہت کم مرید کئے اور اگر کئے بھی تو خلافت کسی کو نہیں دی مقصد یہ تھا کہ سادات مکن پور شریف جو سلسلہ رشد و ہدایت جاری کئے ہوئے ہیں ان کے پاس اجازت و خلافت نہیں ہے۔ اور اس سے پہلے اس سلسلہ میں وہ تحریر فرما ہی چکے ہیں کہ ''ایں سر بسر گمراہی است'' مصنف سنابل یہ چاہتے تھے کہ پیرزادگان مکنپور شریف جن کی خدمت میں اہل حاجات کا ہجوم رہتا ہے۔ اور جو فیضان مدارالعالمین سے دنیا کو بہرہ مند فرما رہے ہیں وہ اس سے باز آجائیں۔ یا دنیا ان کو بے سلسلہ سمجھ کر ان کی جانب رجوع نہ ہو۔ یہ ساری بہتان تراشی سی ایک محور پر گھومتی نظر آتی ہے۔ حیرت یہ ہے کہ انھوں نے یہ بھی نہ خیال فرمایا کہ ان کے شجرہ کے اکابر جس سے ان کے پیران سلسلہ نے فیضان باطنی حاصل کئے وہ ایسی ہستیاں ہیں جن کا شمار اکابر خلفاء حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ میں ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت شیخ سعد قدس سرہٗ جو حضرت عبدالواحد بلگرامی کے دادا پیر ہیں۔ ناظرین ان کا شجرہ ملاحظہ فرمائیں۔

نقل شجرہ از کتاب تذکرۃ المتقین فی احوال خلفاء حضرت سیّد بدیع الدین حصہ دوم صفحہ ۱۳۸۔

الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم انام شیخ شاہ امیر اللہ صفوی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم قطب زمانہ حضرت شاہ حفیظ اللہ قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ محمدی عرف غلام پیر قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ افہام اللہ قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ عبداللہ قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ یونس قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ زاہد قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ عبدالرحمٰن قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ اکرم قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ بندگی مبارک قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت سیّد اجمل بہرائچی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت رازونیاز حضرت سیّد بدیع الدین قطب المدار مکنپوری قدس سرہٗ

ناظرین کرام! حیرت کی بات ہے کہ یہ وہی شیخ سعد و شیخ صفی ہیں جو سلسلۂ عالیہ مداریہ سے فیض پا کر صاحب مجاز ہوئے۔ اس طرح میر عبدالواحد بلگرامی مصنف سنابل نے حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے خلافت بخشنے کا انکار فرما کر اپنے اوپر اس فیضان کو جو اُن کے پیران سلاسل سے ان تک پہنچا تھا حرام کر لیا۔ اور اپنے پیرانِ سلف پر جو فیضان

مداریت کے مقر ہیں ایک زبردست بہتان لگایا ہے، جہاں تک سرکار مدارالعالمین کے خلفاء باوقار کا سوال ہے وہ آفتاب و ماہتاب کی طرح درخشندہ ہیں جن کا تذکرہ کتب تواریخ اور مختلف سلاسل کے اہل قلم حضرات نے واضح طور پر کیا ہے۔ مصنف سنابل اپنی اس کوشش میں بھی ناکام نظر آتے ہیں۔ انھوں نے سراج الدین سوختہ کے لئے سنابل میں لکھا ہے کہ تمام عمر باطن ایشاں می سوخت، مگر ان کا بیان خود انھیں پر صادق آتا ہے۔ یہی وہ آگ تھی جس میں وہ تمام عمر جلتے رہے اور اس قسم کی بہتان تراشی کرکے اُس آتش حسد کو فرو کرنے کی سعی ناکام کرتے رہے مگر ''ہیچ اثرے پیدا نہ گشت'' اس لئے کہ آفتاب پر خاک ڈالنے سے اس پر کوئی زوال نہیں آتا شیخ سراج الدین تو اسی وقت سوخت ہو گئے تھے مگر عبدالواحد بلگرامی کا باطن تمام عمر جلتا رہا۔ آگے کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

سنابل کی اصل عبارت: وآں چند مریدان شاہ مدار کہ بودند، ہمہ بے رخصت و بے اجازت و بے خلافت شاہ مدار مردماں را مرید می کردند و سلسلہ پیدا آوردند و خلیفہا گرفتند، گمراہی ایشاں ایں است وایں ہمہ بعد از فوت شاہ مدار پیدا آوردند و در حالت حیات ایشاں نہ بعد چوں حضرت شاہ مدار را وقت رحلت قریب رسید، بفراست باطن دانستند کہ مریدان من گمراہ کردہ عارفے ہستد از ایشاں البتہ بے دیانتی صادر خواہد شد رقعات فراواں بخط خود نوشتہ در اطراف و جواب فرستادند کہ من کسے را خلافت نہ دادہ ایم، چناں کاغذے از دستخط حضرت شاہ مدار بدست مخدوم شیخ سعد افتادہ بود، شاہ مدار نوشتہ بودند کہ من کسے را خلافت

دادہ ام، بداں سبب مخدوم شیخ سعد مریدان شاہ مدار را باز گردانیدند از روے دیانت نہ از روے اہانت، و خلفائے حضرت مخدوم شیخ سعد نیز مردم را از یں بیعت رجوع می فرمودند چنانکہ مخدوم شیخ صفی را قدس سرہٗ فوریچشم خود دیدہ است و مخدوم شیخ منگن کہ در مقام ملاواں آسودہ اند و بندگی مخدوم شیخ نظام الدین کہ در مقام امیٹھی آسودہ اند نیز مردم را از ین بیعت و انابت باز گردانیدہ اند، واللہ اعلم بالصواب و ایں فقیر اہر چہ با خبار صحیح تحقیق شدہ بعد نوشتہ است۔

ترجمہ: اور وہ چند مرید جو شاہ مدار کے تھے سب بے رخصت بے اجازت و بے خلافت شاہ مدار لوگوں کو مرید کرتے ہیں اور سلسلہ پیدا کرلیا ہے اور خلافت دیتے ہیں یہ ان کی گمراہی ہے اور یہ سب وصال شاہ مدار کے بعد پیدا ہوئے ہیں ان کی حیات میں نہ تھے جب شاہ مدار کے وصال کا وقت قریب ہوا تو فراست باطنی سے معلوم کیا کہ میرے مرید ایک عارف کے گمراہ کئے ہوئے ہیں اس لئے ان سے بددیانتی ضرور صادر ہوگی اس لئے بہت سے رقعے اپنے ہاتھ سے لکھ کر چہار جانب روانہ کئے کہ میں نے کسی کو خلافت نہیں دی ہے۔ ایسا ہی ایک کاغذ حضرت شاہ مدار کا دستخطی مخدوم شیخ سعد کے ہاتھ آیا۔ شاہ مدار نے لکھا تھا کہ میں نے کسی کو خلافت نہیں دی ہے اس سبب سے مخدوم شیخ سعد نے بھی اپنی جانب مریدان شاہ مدار کو رجوع کیا اہانت کے لئے نہیں دیانتداری سے اور خلفائے شیخ سعد نے بھی لوگوں کو اس بیعت سے رجوع کیا جیسا کہ مخدوم شیخ صفی کو فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور مخدوم شیخ منگن جو مقام ملاواں میں دفن ہیں

اور مخدوم شیخ نظام الدین جو امیٹھی میں مدفون ہیں انھوں نے بھی لوگوں کو اس بیعت وتوبہ سے لوٹایا ہے۔ اور اللہ بہتر جاننے والا ہے اس فقیر کو جو کچھ صحیح تحقیق سے معلوم ہوا لکھا ہے۔

مصنف سنابل نے اپنی اس تحریر سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے جملہ مریدین بے رخصت بے اجازت و بے خلافت سلسلہ قائم کئے ہوئے ہیں لیکن کتب سابقہ سے یہ ظاہر ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مخلوق خدا کی ہدایت کیلئے سیاحت فرمائی اور آپ نے ان خلفاء کرام کو جو آپ کے فیضان روحانی سے منازل شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت طے فرما چکے تھے انھیں پورے ہندوستان میں اشاعت اسلام کیلئے تھوڑے فاصلہ پر مقرر فرمادیا تھا جن کے قیام کیلئے آپ کے ارادتمندوں نے بہت سی آراضیاں انھیں دیدی تھیں، جس کے شواہد آج ہندوستان کے ہر صوبے میں ملتے ہیں۔ مصنف سنابل نے یہ ظاہر کیا ہے کہ حضرت قطب المدارؒ نے اپنے دستخطی رقعات لکھ کر اطراف وجوانب میں روانہ کردیئے مگر کسی نے کسی کو خلافت نہیں دی یہ لکھ کر مصنف سنابل نے جملہ اولیاء وعلماء وفضلاء پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے کہ اولیاء علماء وفضلاء کا کوئی عمل شریعت مطہرہ کے خلاف نہیں ہوتا، مصنف سنابل کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو حضرت شاہ مدارؒ کے زمانہ وصال کے قریب کوئی صوفی مشرب یا عالم با عمل ہندوستان میں باقی نہ تھا یا مصنف سنابل کے برابر دروغ گوئی و چالاکی میں کسی کو حصہ نہیں ملا تھا۔ بفرض محال اگر حضرت شاہ مدار رضی اللہ

عنہ نے ہر چہار جانب رقعات بھیجدیئے تھے تو سارے عالم کو ان رقعات سے باخبر ہونا چاہئے تھا، لیکن کسی رقعہ کا کوئی ذکر نہ کر کے صرف ایک رقعہ ظاہر کیا گیا۔ وہ بھی اپنے دادپیر کے یہاں جن کے سر وہ جھوٹ سچ باندھ سکتے تھے جس کا اظہار انھوں نے ان الفاظ میں کیا ہے:

''چنانکہ کاغذے از دستخط شاہ مدار بدست مخدوم شیخ سعد افتادہ بود'' یعنی ان رقعات میں ایک رقعہ مخدوم شیخ سعد کے ہاتھ آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے وہ رقعات لے کر ہوا پر اڑادئے۔ جن میں سے ایک شیخ سعدؒ کے ہاتھ پڑ گیا، ان کے پاس بھیجا نہیں گیا شاید بخلاف مصنف سنابل وہ بھی اس لائق نہ تھے کہ ان کے پاس بالخصوص رقعہ بھیجا جاتا۔ اور بقیہ رقعوں کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب حضرات صوفیاء نے چھپا ڈالے اور غالباً وہ رقعہ جات جو کثیر تعداد میں تھے حضرات چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ وقلندریہ کے یہاں پہنچائے گئے ہوں گے اس لئے کہ ان رقعوں سے مداریوں کا کوئی تعلق ہی نہ تھا، یا علماء وفضلاء کے پاس روانہ کئے گئے ہونگے۔ لہذا اس زمانہ میں صوفی وعالم اگر تھے بھی تو انھوں نے حق پوشی کیوں کی اس لئے کہ کوئی صوفی وعالم باعمل کسی حق بات کو چھپا نہیں سکتا، خواہ وہ اس کی بات ہو یا غیر کی اور پھر جب دستخطی اجازت موجود ہو تو اس کے اظہار میں ٹال مٹول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس تحریر کے اعتبار سے حضرت شاہ مدارؒ تو اظہار حق کر کے عاقبت کی باز پرس سے بچ گئے، مگر اس دور کے صوفیاء وعلماء عصر برگشتگی و

گمراہی کے حق میں بھی ہوئے اور طریق تصوف سے بھی بے بہرہ ٹھہرے۔اس لئے کہ انھوں نے حق بات کو چھپایا۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ مصنف سنابل نے اُس وقت کے علما اور ہر خاندان کے مشائخین وصوفیاء کرام پر ہاتھ صاف کیا ہے یعنی حضرت قطب المدارؒ کی بظاہر مخالفت کر کے بباطن سب کو حق پوش بتا کر دائرہ صوفیاء سے خارج کر دیا۔ اوران کے مکتوبات وملفوظات، تالیفات وتصنیفات، اقوال وتحقیقات، مجاہدات ومشاہدات وغیرہ سب کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ اور اگر ان اہل اللہ کا گروہ حق شناس سمجھا جائے تو پھر مصنف سنابل کے برابر کوئی فریب کار نہیں جنہوں نے اس قسم کی روایات گڑھ کے ناواقف عوام کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی مگر قادر مطلق نے ایسے حق شناس بھی پیدا فرمائے ہیں جو حقائق کو پہچان کر عوام پر اس کا اظہار بھی کر دیں کہ درحقیقت مصنف سنابل انتہائی فتنہ گر تھے۔ کیونکہ وہ اس سے پہلے تحریر فرما چکے ہیں کہ حضرت شاہ مدار صاحب کے مریدان سے پھر گئے۔ لہٰذا اگر وہ پھر گئے تھے تو انھیں اظہار نسبت کی کیا ضرورت تھی۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اگر انھوں نے شاہ مدارؒ کے بعد بے رخصت واجازت سلسلۂ بیعت جاری کیا تو کیا ان کے دلوں سے حضرت شاہ مدارؒ کے زجر و ذلل یعنی بددعا کا خوف کیسے جاتا رہا۔

اس کے آگے مصنف سنابل فرماتے ہیں کہ ''شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فراست باطنی سے یہ جانا کہ میرے مرید ایک عارف کے گمراہ کئے ہوئے ہیں ان سے یقیناً بددیانتی صادر ہوگی۔'' ایسی لغویات

شاید کوئی بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ ایک عارف کسی کو گمراہ کرے اس لئے کہ گمراہ کرنا شیطان کا کام ہے ان سے یقیناً بددیانتی صادر ہوگی۔ بایں سبب اگر شیخ سراج سوختہ نے گمراہ کیا تو وہ عارف نہ تھے، اور اگر عارف تھے تو گمراہ کرنا ان پر بہتان ہے۔

بقول مصنف سنابل نزاع باہمی باین شیخ سراج قدس سرہٗ و حضرت قطب المدارؒ تھی مریدوں سے"اس کا کیا تعلق تھا جو گمراہ کئے جاتے اور اگر وہ گمراہ ہو گئے تھے اور شیخ سعد وغیرہ نے ان کو بیعت جدید سے صراط مستقیم پر پہنچا بھی دیا تھا اور یہ بات حضرت شاہ مدارؒ کے علم میں بھی آ چکی تھی تو پھر انھیں رقعات لکھنے کی کیا ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان سب رقعوں میں صرف ایک رقعہ کا مضمون مصنف سنابل کے دادا پیر کے گھر رہ گیا جس کو مصنف مذکور نے بھی دیکھا نہیں صرف سُنا تھا، باقی جتنے رقعے تھے شاید ان کا مضمون کاتب قدرت نے بدل دی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو تو آپ سے اجراء سلسلہ منظور تھا جس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ آپ کے صدہا خلفاء ومریدین ایسے پائے جاتے ہیں جنھوں نے اولیاء وقت کے ارشادات کے مطابق آپ سے ارادت کو درست کیا اور منصب خلافت و ولایت سے سرفراز ہوئے جن کے بالتشریح واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں۔

جس زمانہ میں مصنف سنابل نے رقعوں کا ذکر فرمایا ہے اسی دور میں بجائے رقعوں کے اکثر خلافت ناموں کا ثبوت ملتا ہے، منجملہ ان کے مصنف سنابل نے خود بھی کتاب سبع سنابل کے صفحہ ۷۵ پر عبارت کو

ردوبدل کر کے حضرت شاہ مینا رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر تحریر کیا ہے، تبدیلی عبارت کا یہ عمل ان کے حسد باطنی کا پتہ دیتا ہے آگے تحریر فرماتے ہیں کہ اسی سبب سے مخدوم شیخ سعد نے سرکار قطب المدارؒ کے مریدوں کو ازروئے دیانت اپنے حلقۂ ارادت میں لے لیا، اوران کے خلفاء شیخ صفی قدس سرہٗ مخدوم شیخ مینن مخدوم شیخ نظام الدین نے بھی ایسا ہی کیا۔

عبارت مرقومہ سے مصنف سنابل نے حضرات مندرجۂ بالا کو سرکار قطب المدارؒ سے زیادہ بزرگ اور متدین ظاہر کرنا چاہا ہے، اب تضاد قولی ملاحظہ فرمائیں کہ عبارت رقعہ میں مصنف مذکور یہ ظاہر فرمارہے ہیں کہ سرکار قطب المدارؒ نے رقعہ میں تحریر کیا تھا کہ میں نے کسی کو خلافت نہیں دی ہے اوراس کے نیچے یہ لکھ رہے ہیں کہ مخدوم شیخ سعد وغیرہم نے ازروئے دیانت سرکار مدار کے مریدوں کو اپنا مرید کرلیا۔ اوران کی توبہ شکنی کرائی لہٰذا خلافت و بیعت سے کیا نسبت، اگر کوئی تمام عمر لوگوں کو مرید کرے اور خلافت کسی کو نہ دے تو کیا اس کے مرید اس کی ارادت سے خارج ہو جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ البتہ اجرائے سلسلہ محض خلافت پر قائم ہے مصنف سنابل یہیں پر چوک گئے۔ اگران کو یہ ثابت کرنا منظور تھا کہ سرکار قطب المدارؒ کے مرید دوسروں نے بیعت کر لئے تو یہ اضافہ اور کرنا چاہئے تھا کہ سرکار قطب المدار نے مریدین کو حلقۂ بیعت سے خارج کر دیا، تاکہ مذکورہ بالا حضرات یعنی شیخ سعد وغیرہ متدین بزرگ سمجھے جاتے لیکن اپنی تحریر سے مصنف سنابل نے اس لوگوں کی بزرگی میں بھی داغ لگا دیا اور بجائے متدین ثابت کرنے کے، پورا پورا خائن اور

فریب کار، اور مومنین کی شکستِ توبہ کرانے والا بنا دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف سبع سنابل کو ان بزرگوں سے بھی قلبی نفرت تھی جس کے باعث، بظاہر ان کی بڑائی ظاہر فرما کر در پردہ انھیں خائن ہونے کا سرٹیفکیٹ دیدیا۔

اس کے بعد مصنف سنابل نے یہ لکھا کہ ''اللہ بہتر جاننے والا ہے اس فقیر کو جو اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا لکھا گیا۔'' اس فقرہ سے مصنف کی ساری چالاکی ظاہر ہوگئی۔ یعنی ابتدائے حکایت سے لے کر یہاں تک کسی کتاب کا حوالہ نہ کسی کتاب کا مضمون، سمجھ میں نہیں آتا کہ مصنف موصوف کو اخبار صحیحہ سے بجز فریب کاری و دروغ گوئی کے کیا تحقیق ہوا، اس لئے کہ عبارت مذکورہ مندرجۂ بالا ''ایں فقیر را ہرچہ باخبار صحیحہ تحقیق شدہ بود، نوشتہ است۔'' کے نیچے مصنف مذکور نے لکھا ہے ''ہر کہ بعد از تحقیق ایں حال مراجعت گروند اہانت خود بیند او داند، مارا بر صحت و صدق ایں ماجرا مصداقی است، قوی دلیل است روشن۔''

یعنی جو کہ بعد تحقیق اس حال کے اپنی مراجعت کرنا اہانت سمجھے وہ جانے، اور مجھ کو اس ماجرے کی مضبوطی اور سچائی ایک شہادت قوی اور دلیل روشن ہے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ جب مصنف سنابل کو اپنی اس فریب کارانہ تحریر پر اعتبار کامل نہ ہوا تو ایک دوسرا فتنہ پیدا کر دیا۔ مگر حضرت قطب المدارؒ کی کرامت یہاں بھی ظاہر ہوگئی۔ یعنی مصنف سنابل جب یہ لکھ چکے تھے کہ ''این فقیر را ہرچہ باخبار صحیح تحقیق شدہ بود نوشتہ است۔'' تو

پھراس تحریر یقینی کے بعد ''ہر کہ بعد از تحقیق ایں حال مراجعت کردند اہانت خود بینداووداند'' لکھنے کی کون سی ضرورت باقی رہی تھی؟ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شاید اخبار صحیحہ ان صحیفوں کا نام ہے جو مصنف مزکور پر نازل ہوئے اِس لئے کہ بجز ان کے کسی دوسرے کی نظر سے نہیں گزرے، اگر اخبار صحیحہ کسی مورخ کے لکھے ہوتے تو مصنف سنابل کو یہ لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور نہ اس کی صحت وصدق پر کسی دلیل کی ضرورت پڑتی، جس کے لئے مصنف سنابل کو یہ جھوٹ کا پہاڑ کھڑا کرنا پڑا۔

بات یہ ہے کہ مصنف سنابل خود بھی مخبر خود ہی مصنف خود ہی محقق اور خود ہی مؤلف ہیں۔ اب وہ اگر کوئی حوالہ یا ثبوت لاتے تو کہاں سے لاتے۔ بجز اس کے چارۂ کار ہی نہ تھا کہ وہ اپنی افتراء پردازی سے رائی کا پربت بناتے۔ مگر ہوا یہ کہ جاء الحق وزهق الباطل کے ایک جھونکے نے جھوٹ کا سار پہاڑ خاک میں ملادیا، باطل مٹ گیا اور حق ظاہر ہوگیا۔ اسی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصل عبارت سنابل: وآں آنست کہ از مریدان شاہ مدار ہزار در ہزار مرید از مریدی برگشتہ ومراجعت کردند بسیارے از ازاں مرید مخدوم شیخ سعد شدند و بسیارے ازاں مرید خلفائے مخدوم شیخ سعد و بسیارے مرید خلف ءخلفاء مخدوم شیخ سعد شدند وبسیارے باشیخ محمد منکن و بسیارے باشیخ نظام الدین وبسیارے باشیخ الہدیہ خیر آبادی وسندیلوی وبسیارے بادیگر درویشان پیوندارادت کردند، واز مریدی شاہ مدار برگشتند، اگر حضرت شاہ مدار بر مراجعت ایں مریداں راضی نبودند و پیوندآں مریداں

بامشائخ دیگر روانمی داشتند البتہ ایں مریداں راخللے وزللے ومجازاتے و مدافاتے از طرف ایشاں می رسید، وآں مشائخ راعتابے وخطابے کردند ونہ آں مریداں راخللے وزللے رسانیدند، یقین شد کہ ایشاں سلسلۂ خودارا خود برہم زدند۔''

ترجمہ: اوروہ یہ ہے کہ شاہ مدار کے ہزاروں مرید، مریدی سے پھر گئے۔ اور مراجعت کرگئے۔ بہت سے ان مریدوں میں سے مخدوم شیخ سعد کے ہوگئے، بہت سے مرید خلفاء مخدوم شیخ سعد کے ہوگئے اور بہت سے ان کے خلفاء کے خلفاء کے مرید ہوگئے اور بہت سے شیخ محمد منکن اور بہت سے شیخ نظام الدین اور بہت سے شیخ الہدیہ خیر آبادی سندیلوی اور بہت سے مریدوں نے دوسرے درویشوں سے اپنا سلسلہ جوڑلیا۔ اور مدار صاحب کی مریدی سے برگشتہ ہوگئے۔ اگر شاہ مدار صاحب اپنے مرید کو دوسروں سے مرید ہونے پر راضی نہ ہوتے اوران مریدوں کا دوسرے مشائخوں سے مرید ہونا برا سمجھتے تو ضروران مریدوں میں کوئی رخنہ اور فساد پیدا کرتے یاان کوذلیل کرتے یاان سے بدلے کے خواستگار ہوتے یا مقابلہ کرتے یاان مشائخوں کوغصہ اور خفگی سے کچھ کہتے، یاکم سے کم تنبیہ یعنی خبردار کرتے مگر انھوں نے جب نہ ان مشائخوں سے خفگی کا اظہار کیا اورنہ مریدوں کوکوئی خلل وزلل پہنچایا، تویقین ہوا کہ انھوں نے اپنا سلسلہ خودہی برہم کردیا۔''

ناظرین کرام! مصنف سبع سنابل نے اس غلط اور بے بنیاد روایت کو جوان کی خودساختہ تھی۔ گذشتہ واقعات مذکورہ کی شہادت میں

پیش کیا ہے جو ان کی فطرت اور چالاکی پر دلالت کرتی ہے۔ انھیں یہ چاہئے تھا کہ وہ کسی ایسے مورخ کی شہادت پیش کرتے جو مذکورہ بزرگوں اور حضرت شاہ مدارؒ کے درمیانی دور میں گذرے ہوتے مگر جب ایسی کوئی شہادت موجود ہی نہ تھی تو اپنی خودساختہ روایات کی تصدیق میں کہاں سے لکھتے۔ اوراب اگر کوئی عاقبت فراموش کوئی مضمون لکھے بھی تو وہ قابل تسلیم نہیں ہوسکتا اور بآسانی ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ اگر ان رقعات کا کوئی وجود ہوتا تو کوئی مولف یا مورخ اس کی نقل بلاتامل یقیناً کرتا۔ اور دوسروں کو چھوڑئے خود مصنف سنابل کے پاس اس قسم کا رقعہ ہوتا تو وہ اس کو من وعن ہرگز ہرگز نقل کرنے سے باز نہ آتے اور نہ انھیں یہ خودساختہ فرضی روایت لکھنے کی ضرورت پیش آتی کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے بہت سے مریدان سے برگشتہ ہوکر حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہٗ اور بہت سے ان کے خلفاء اور بہت سے انکے خلفاء کے خلفاء سے بیعت ہوگئے۔ ان کے علاوہ بہت سے شیخ منکن اور بہت سے شیخ نظام الدین بہت سے شیخ الہدیہ خیرآبادی اور بہت سے دوسرے درویشوں کے مرید ہوگئے۔

ناظرین کرام! یہ بھی غور فرمائیں کہ اس روایت میں انھوں نے یہ لکھا ہے کہ ہزار دو ہزار مریدین شاہ مدار رضی اللہ عنہ حضرات مذکورۂ بالا سے مرید ہوئے اور پھر اسی سنابل کے صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مریدین شاہ مدارؒ جو چند کس ہیں وہ بلا رخصت واجازت وبلا خلافت لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ ''دروغ گو را حافظہ نہ باشد'' اگر حضرت شاہ مدارؒ کے مرید چند کس ہی تھے تو پھر یہ ہزار دو ہزار کی تعداد میں

ان حضرات کے مرید کہاں سے ہوگئے۔ اور جب کہ انھوں نے تحریر کیا ہے کہ یہ لوگ بلا حصول خلافت پیر بن کر لوگوں کو مرید کرتے ہیں تو شیخ صاحب قدس سرہٗ وغیرہم کو سرکار قطب المدارؒ کے ہزاروں مرید کہاں سے ہاتھ آگئے۔ جن کو ان حضرات نے مرید کیا۔

اسی روایت میں انھوں نے دلیل پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر سرکار زندہ شاہ مدارؒ اپنے مریدوں کو شیخ سعد وغیرہم سے بیعت ہوجانے پر راضی نہ ہوتے تو ضرور ان مشائخین کو اور مریدین کو معتاب خطاب کرتے، لیکن انھوں نے جن مشائخین کرام کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے کسی فرد واحد کے لئے بھی یہ ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ وہ سرکار قطب المدارؒ کے زمانہ میں تھا۔ اس دلیل ضعیف کو قوی بنا کر انھوں نے اس لئے پیش کیا ہے کہ سرکار قطب المدارؒ کا سلسلہ مفقود سمجھا جائے۔ اس لئے کہ اگر ان کا سلسلہ جاری رہتا تو انھیں اپنے مریدوں کا برگشتہ ہونا یقیناً ناگوار ہوتا۔ سرکار زندہ شاہ مدارؒ کے کچھ تعرض نہ کرنے کی وجہ انھوں نے یہ بتائی ہے۔ حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ مصنف سنابل نے دلیل کے طور پر جن حضرات کا ذکر کیا ہے وہ کوئی ایسی معروف ہستیاں نہیں ہیں جن کے تذکرے کتب تاریخ میں بآسانی دستیاب ہوجائیں۔ خود مصنف سنابل نے بھی ان کے جو مجملاً حالات لکھے ہیں ان میں سندات کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ جن کو حضرت زندہ شاہ مدارؒ نے لکھنؤ کی قطبیت پر مامور فرمایا، اس واقعہ کے چار سال بعد ۸۳۸ھ میں حضرت شاہ مدارؒ کا وصال ہوا۔ اور خود شاہ مینا رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۸۸۴ھ میں ہوا ہے جو

بعد وصال حضرت قطب المدارؒ چھیالیس سال حیات رہے۔ بہت سے مریدین شاہ مدار رضی اللہ عنہٗ شاہ میناؒ کے ہم عصر ہوئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ مریدین شاہ مدارؒ جو معاذ اللہ برگشتہ ہوکر ان غیر معروف قسم کے مشائخین کے مرید ہو گئے تھے کیا چھیالیس سالہ حیات شاہ مینا رحمتہ اللہ علیہ میں کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو حضرت شاہ مینا رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوتا یا جسے حضرت شاہ میناؒ اپنے حلقۂ ارادت میں لے لیتے۔ حالانکہ حضرت شاہ میناؒ ہی نے اپنے مرید شیخ سعد قدس سرہٗ کو خواب میں یہ حکم دیا تھا کہ تم خیرآباد جاؤ۔ جس واقعہ کا ذکر مصنف سنابل نے سنابل کے صفہ ۸۷ پر کیا ہے حضرت شیخ سعد قدس سرہٗ کی وفات ۹۲۲ھ میں ہوئی۔ اور یہ بھی لکھ ہے کہ شیخ صفی قدس سرہٗ بارہ تیرہ سال کی عمر میں جیسا کہ بالتحقیق معلوم ہوا کہ ۹۱۶ھ میں مرید ہوئے اور ۹۴۵ھ میں وفات پائی۔ اس تحقیق کے اعتبار سے شیخ صفی قدس سرہٗ کی ولادت ۹۰۳ھ یا ۹۰۴ھ میں ہوئی جو وصال حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہٗ کے چونسٹھ یا پینسٹھ سال بعد قرار پاتی ہے۔

حضرت قطب المدارؒ کے طویل العمر خلیفہ حضرت سیّد اجمل بہرائچی قدس سرہٗ ہیں ان کے خیلفہ سیّد بڈھن بہرائچی ہوئے۔ ان کے خلیفہ شیخ سعد ہوئے جن سے شیخ صفی قدس سرہٗ نے خلافت حاصل کی۔ اس طرح اس طویل مدت میں پانچ واسطے قائم ہوگئے۔ تو کیا شیخ صفی قدس سرہٗ نے اپنے دادا پیروں کو مرید کرلیا؟ اور ان کا زمانہ پا گئے؟ اس کے بعد مصنف سنابل نے یہاں تک کذب بیانی سے کام لیا ہے کہ شیخ صفی کے

خلیفہ نے بھی سرکار مدار رضی اللہ عنہٗ کے مریدوں کو بیعت جدید سے آراستہ کیا۔ اور ان کا خلیفہ شیخ حسین یعنی اپنے پیر جدید کو لکھا ہے جن کے بارے میں سنابل کے صفحات ۸۲، ۸۳ میں خود ہی تحریر کیا ہے کہ وہ شراب اور بھنگ کثرت سے استعمال کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ جب ان کے ایسے اطوار تھے تو وہ خود راہ ہدایت پر اس عمر میں پہنچے ہوں گے جب سرکار قطب المدار کے مریدوں کا تو کیا ذکر ہے اُن کے خلفاء کرام کے مریدین بھی واصل بحق ہو چکے ہوں گے۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ بہت سے شیخ منگن کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے والوں کے اسماء کا تو کیا ذکر خود شیخ منگن کے حالات بھی کتب قدیمہ میں دستیاب نہیں ہوتے۔ جن سے کوئی شہادت مل سکے۔ مصنف سنابل کو ظاہر ہے کہ ایسے ہی غیر معروف شخص مل سکتے تھے۔

حضرت نظام الدین امیٹھوی کا رشدی سلسلہ حضرت اخی سراج عثمانی اودھی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ حضرت اخی سراج رحمتہ اللہ علیہ کی ذات وہ ہے جو سفر و حضر میں سرکار قطب المدارؒ کے ہمراہ رہے ہیں نیز انھیں یہ بھی شرف حاصل ہے کہ ان کی وفات پر ان کی نماز جنازہ خود سرکار قطب المدارؒ نے پڑھائی تھی اس طرح حضرت اخی سراج رحمتہ اللہ علیہ سے حضرت نظام الدین امیٹھوی تک کم از کم آٹھ واسطے ہوتے ہیں۔ اس طویل مدت میں مریدین زندہ شاہ مدار تو کجا ان کے خلفاء کے مریدین بھی بقید حیات نہ رہے ہوں گے جنھیں حضرت نظام الدین مرید کرتے۔ اور پھر جب ان کے پیران سلاسل نسبت مدار یہ حاصل کئے ہوئے تھے تو

وہ مریدین قطب المدار کو منحرف کر کے خود مرید کر لینے کی جسارت بیجا
کیسے کر سکتے تھے۔ یہ سرتا پا صرف افسانہ گری ہے۔

حضرت شیخ الہدیہ خیر آبادی سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے
پیران عظام کے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
کے معتقد ہیں۔ حضرت شاہ مینا قدس سرہٗ کی وہ جانماز جو انھیں حضرت
مدارؒ سے عطا ہوئی تھی وہ بھی متاوارث ہو کر حضرت شیخ الہدیہ خیرآبادی تک
پہنچی اور مطابق تحریر عین الولایت سراج الہدایت صفحہ ۵۲ آج بھی ان کے
خاندان عالیہ میں موجود ہے اومہات ومشکلات میں اسی کے واسطے سے
دعا کی جاتی ہے۔ غرض مصنف سنابل نے جتنے حضرات کو گواہ بنا کر دلیل
قوی کے ساتھ بزعم خود پیش کیا تھا ان کے حالات ملاحظہ فرمانے کے بعد
ناظرین کرام پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ مصنف سنابل کا دعویٰ
از ابتداء تا انتہا سراسر کذب و بہتان اور رشک وحسد سے مملو ہے۔ مصنف
سنابل نے بہتان تراشی میں اپنے پیران سلاسل کو بھی نہ بخشا۔

قارئین کرام! مولف سنابل کے بارے میں مولف سبع
طرائق کی رائے بھی ملاحظہ فرمائیں: اصل مضمون سبع طرائق صفحہ ۶۱ بزبان
فارسی۔

''پس بسہولت تمام تر آنکہ استثناء بہ کتب دیگر کردہ
شود و باستدلال مصنفات بزرگوار، آخر آوردہ شود محض از عبارات سبع
سنابل کہ بالکل مغیر و متیقن ذریعہ است، برائے انکشاف حقیقت حال
مصنف سنابل باین فیصلہ رسیدم و ہر یکے از معزز ناظرین، ذی عقل سلیم

براخذ کردن ایں نتیجہ مجبور خواہد شد کہ مولف سبع سنابل لوجہ مرتد عن الطریقت
گشتند و مردود عن الولایت شیخ شدن، اس زمرۂ فقرا خارج واز فیوضات
مرشد شیخ حسین قدس سرہٗ تا حین تالیف سبع سنابل ۹۶۹ھ بے بہرہ ماند
العیاذ باللہ واز حصول عرفان ربانی محروم، ارادت وصداقت وے
باطل ورشتۂ روحانی میان وے وشیخش منقطع گشتہ مفارقت حقیقیہ درمیان
آمدہ نہ صحبت شیخ ثمرے داد و نہ خرقۂ خلافت اثرے۔ اگر فائدہ حاصل
گشتے وذرۂ از عرفان الٰہی و فیوض ربانی میسر آمدے تحدیث وتشکر ایں
نعمت لزوماً و جوباً کردے، بمصداق ''وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ
فَحَدِّثْ'' وکفران نعمت بخود راہ ندادے۔

در سنابل صفحہ ۲۰۳ می نگارد'' نے مدید در تفکر بودم آخر بخاطر رسید
کہ شاید آثار خرقۂ اہل معرفت درمن پیدا خواہد شد، تمام عمر بگذشت ہیچ
اثرے پیدا نہ گشت۔''

''سبزہ بر سنگ نہ روید چہ گناہ باراں'' پس مولف سنابل سلسلۂ
خویش را بہ غارت بردو ابواب فیوض و برکات را از دست شیخ مسدود
ساختہ موجب ایں ہمہ حرمان و عریانی از جامۂ عرفانی ہموں سوئی
کرداریست کہ در سنابل براو کار بند شدہ، ساعت ایں ہمہ بے بہرگی
وخسران ہموں بے ادبی است کہ بجناب اہل اللہ مقربان بارگاہ الٰہی
کردہ۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکان دہد

بالخصوص آں جرات و بے تہذیبی مولف سنابل کہ بخدمت ولی

اجل شیخ المشائخ کامل ومکمل عارف ربانی محبوب رحمانی مولانا سید بدیع ا
لدین قطب المدار الحلبی مکن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردہ، مولف سنابل
رابرروئے خاک اندختہ، نمی دانست کہ اوست والی ولایت باطنی واوست
بادشاہ قطب اکبر، قطب وحدت اوست، محبوب رسول مدنی صلی اللہ علیہ
وسلم کہ شرف تربیت حضرت ایشاں رابخلوت خاصۂ محمدیہ محبوبیہ حاصل گشتہ
وتکمیلش از روحانیت مقدسۂ نبویہ علی صاحبھا الف الف تحیۃ
و السلام انجامیدہ بدست مبارک حضرت ایشان نظام علم علوی وسفلی
تفویض گشتہ، از درگاہ روحانیت مقدسہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم
بلقب قطب المدار سرفراز گشتہ برائے افادۂ وارث وخلائق، مبارک ظہور
پرنورش عالم خصوصاً سرزمین ہندرا منور گردانیدہ اوست، مرجع خلائق
دستگیر بیچارگاں درمان دردمنداں بادشاہ الوالعزم عتبہ بوسش فخر خویش
دانند، صاحبدلان والامناقب درحضور فیض گنجورش بزانوئے ادب می
نسبتند ونعمتہا در برگیرند۔

اگر چشم بصیرت مولف سنابل واگشتے برآئینہ ازدرگاہ عالم پناہ
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقش نمودے ہرگز درپے توہین
حضرت ایشاں و غلامان سلسلۂ عالیہ مداریہ نشدے، و افتر پردازی
راوتارخود نشاختے، محض لفظ قطب المدار راہم اگر بعقل سلیم دیدے و
منصب حضرت ایشاں رادریافتے تاہم ازیں جسارت باز نمندے، و
خلفائے حضرت ایشاں مثل انجم بہ تمامی حصص ارضی درخشاں اندومریدان
ایں سلسلۂ مداریہ الی الآن درہرنواح عالم گنجیدہ اندوتا قیامت انشاء اللہ

تعالیٰ فیض آنجناب ظاہری و باطنی نافذ خواہد ماند۔ از مؤلف سنابل کاائے
کہ نسبت سلسلۂ عالیہ مداریہ طبقاتیہ بغرض توہین آنجناب وسلسلہ داران
حضرت ایشاں صنور گشتہ، شان خداست کہ آں کلام بہ رجعت قہقری
سوئے سلسلۂ مولف سنابل عود کردہ یعنی سلسلہ اش درہم برہم شدہ واز قہر
الٰہی شمشیر مداری چناں کارے کرد کہ تامدت العمر درکرب و بیقراری
نفرود ور برزخ ہم اثرش باقی ماندہ، راست است

ماتجربہ کردیم دریں و ہر مکافات
مادر دکشاں ہرچہ درافتاد بیفتاد

وتازمانیکہ صفحات سنابل ازیں چنیں مضامین خونی نگاررنگین خواہد ماند، چار
دانگ عالم ازشہرۂ بدکرداری مولف سنابل برآوازہ خواہد مند، اثر کرب و
اضطرابی بہ روحانیت مولف سنابل برقرار، و عنداللہ سزاوار
مکافاتیکہ (بمصداق جزُ سیئۃ سیئہ) باشد علمش خدایتعالیٰ راست و
برمولف سنابل گذشتنی مطیعانش کہ ادعائے غلام دے می کنند وپیروانش
کہ انسلاک خویش راودر سلسلۂ وے فخر خود دانند ازحق برکنار نشستہ، فوق
سریرنفسانیت مقر ساختہ، جملہ عبارات سبع سنابل را کالوحی من
السماء می فہمند ولاف وگذاف مناسب مولف دے می کنند وغیرت حق
رابرطاق دادہ پسیت مجانی وسکاری درمی آیند وذکر سنابل مثل صحیفۂ آسمانی
می کنند، ازحق وباطل کہ دروے مذکوراست سروکارے نیست۔"

ترجمہ: لہذا بڑی آسانی سے جو شہادتیں دوسری کتابوں سے لی گئی ہیں
اور جو استدلال بڑی بڑی کتابوں سے کئے گئے ہیں، صرف عبارات

سنابل جو بالکل قابل اعتبار اور یقینی ذریعہ ہے، اس سے مصنف سنابل کی حقیقت کے انکشاف کے لئے میں اس فیصلہ پر پہنچا ہوں۔ اور ہر وہ شخص جو عقل سلیم کا مالک ہے وہ یہی نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوگا کہ مصنف سنابل راہ طریقت سے مرتد ہوگئے اور ولایت شیخ سے پھر گئے اور زمرۂ فقراء سے خارج ہوگئے اور اپنے مرشد شیخ حسین کے فیضان روحانی سے تالیف سبع سنابل ۹٦۹ھ تک بے بہرہ رہے، (اللہ توبہ) اور حصول عرفان ربانی سے محروم ہوئے ان کی ارادت وصداقت باطل اور ان کے اور ان کے شیخ کے درمیان رشتہ روحانی منقطع ہو چکا ہے اور دونوں کے درمیان مفارقت حقیقی کی خلیج حائل ہے نہ انھیں صحبت شیخ سے پھل ملا نہ خرقۂ خلافت کا کچھ اثر ہوا۔ اگر انھیں کچھ بھی فیض حاصل ہوا ہوتا یا عرفان الٰہی وفیوض ربانی ذرہ برابر بھی میسر آتا تو اس نعمت کا تذکرہ شکر کے ساتھ کرنا واجب ولازم سمجھتے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''واما بنعمت ربك فحدث'' اور خود ہی کفران نعمت نہ کرتے۔

سنابل کے صفحہ ۲۰۲ پر لکھتے ہیں، ایک مدت تک اس فکر میں رہا کہ آخر جی میں آیا کہ شاید خرقۂ اہل معرفت کے آثار مجھ میں پیدا ہوں، تمام عمر گذر گئی مگر ذرا بھی اثر پیدا نہ ہوا۔ سبزہ پتھر پر نہیں اُگتا ہے، اس میں بارش کا کیا قصور لہذا مصنف سنابل نے اپنے سلسلہ کو خود ہی غارت کر لیا اور فیوض وبرکات کے دروازے اپنے شیخ کے ہاتھ سے بند کرادئے۔ اس حرماں نصیبی اور جامۂ عرفانی سے عریانی کا سبب ان کی بدکرداری ہے جس پر وہ سنابل میں کاربند ہوئے ہیں اُن کے اس بے بہرہ ہونے اور

خسر الدنیا والآخرۃ ہونے کا باعث ان کی وہ بے ادبی ہے جو انھوں نے مقربان بارگاہ الٰہی اور اہل اللہ کے حضور کی ہے۔ جب خدا کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو وہ شخص گندگی رکھتے ہوئے پاک لوگوں پر طعنہ زن ہوتا ہے۔

خاص طور پر مصنف سنابل کی وہ جرآت وگستاخی جو انھوں نے ولی اجل شیخ المشائخ کامل ومکمل، عارف ربانی، محبوب رحمانی، مولانا سیّد بدیع الدین قطب المدار الحلبی المکنپوریؒ کی مذمت میں کی ہے، جس نے مصنف سنابل کے منہ پر خاک ڈال دی، وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ ذات والی ولایت باطنی اور وہ ذات اقدس وہ ہے جو بادشاہ قطب اکبر اور قطب وحدت ہے۔ وہ ہستی پاک وہ ہے جو رسول مدنی ﷺ کی محبوب ہے اور جس کو بارگاہِ رسالت سے شرف قبولیت حاصل ہے اور جس نے خلوت خانۂ محمدی میں محبوبیت کا درجہ پایا ہے۔ اور جس کی تکمیل روحانیت سرکار دو عالم ﷺ کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔ جن پر ہزاروں صلوٰۃ والسلام۔ اور اسی برگاہ عالیہ سے جس ذات مقدسہ کو سارا نظام عالم علوی وسفلی سپرد ہوا ہے۔ اور جس نے اسی سرکار سے قطب المدار کا لقب پایا ہے اور جو عامۃ الناس کو فیض وہدایت پہنچانے کے لئے خصوصاً سرزمین ہند پر جلوہ افروز ہوا ہے اور وہ ذات کریم وہ ہے جو مرجع خلائق ودستگیر بیچارگاں ہے، دردمندوں کا درماں ہے اور جس کی قدم بوسی کرنا بڑے بڑے اولوالعزم بادشاہ اپنا فخر سمجھتے ہیں، بڑے بڑے صاحب دل اعلیٰ مراتب رکھنے والے ان کے حضور زانوئے ادب تہہ کر کے بیٹھتے ہیں اور نعمتوں سے اپنی گود

بھرتے ہیں۔

اگر مصنف سنابل کی چشم بصیرت کھلی ہوتی تو وہ بارگاہ رسالتمآب ﷺ کے اس آینہ تابناک کی اپنی تحقیق سے توہین نہ کرتے اور غلامان سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اہانت سے باز آتے اِس طرح کی افتراپردازی نہ کرتے۔ صرف لفظ قطب مدار ہی کو عقل سلیم سے دیکھتے اور حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مراتب کو سمجھ لیتے تب بھی اس جسارت سے باز رہتے اِس لئے کہ ان کے خلفاء ہر حصہ زمین پر مثل ستاروں کے تاباں و درخشندہ ہیں اور اس سلسلۂ عالیہ کے مریدین اس وقت تک ہر نواح عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ان سے تاقیامت سرکار قطب المدار کا فیض جاری وساری رہے گا۔

مصنف سنابل نے وہ باتیں جو سلسلۂ عالیہ طبقاتیہ مداریہ کی اہانت نے لئے لکھی ہیں: خدا کی شان ہے کہ وہ باتیں رجعت قہقری کرکے خود مصنف سنابل پر پڑگئیں۔ اُن کا سلسلہ درہم و برہم ہوگیا۔ شمشیر مداری نے قہر الٰہی بن کر ایسا کام کیا کہ تمام زندگی کرب و بے چینی ان کا عالم رہا۔ آخرت میں بھی اس کا اثر باقی رہے۔ کسی نے سچ کہا ہے:

ما تجربہ کردیم دریں دہر مکافات
بادرد کشاں ہرچہ درافتاد بیفتاد

اس زمانہ میں جن کہ صفحات سنابل اس عبارت خوفی سے رنگین کئے جارہے تھے ساری دنیا میں مصنف سنابل کی بدکرداری کا شہرہ ہوگیا۔

جس کے کرب واضطراب کا اثر مصنف سنابل کی روح پر برقرار رہا۔ اور یہ خدائی سزا تھی جو انھیں مکافات کے طور پر ملی اس لئے کہ گناہ کا بدلہ گناہ ہے خدا کی لاٹھی سچی ہے خود مصنف سنابل پر پڑی ان کی اتباع کرنے والے اور ان کی غلامی کا دعویٰ کرنے والے اور وہ لوگ جو ان کے دامن سے وابستہ ہونے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں وہ حقیقت سے کنارہ کرکے انھیں تخت نفسانیت پر بیٹھاتے ہیں اور سبع سنابل کی جملہ عبارتوں کو وحی آسمانی سمجھتے ہیں اور اس کے مصنف کے لئے بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں، غیرت حق کو طاق پر رکھے ہوئے ہیں اور اسی جنون ونشہ میں چور ہیں اور سنابل کا ذکر صحیفۂ آسمانی کی طرح کرتے ہیں اور جو سچ اور جھوٹ اس میں لکھا ہوا ہے اس سے انھیں کوئی سروکار نہیں۔"

ناظرین کرام! مولف سبع طرائق نے مصنف سنابل کی برنبائے خصومت بارگاہ مدارالعالمین رضی اللہ عنہ میں گستاخی و بے ادبی پر بھرپور اور مدلل روشنی ڈالی ہے جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ میر موصوف نے سلسلہ عالیہ مداریہ کو مفقود بتانے کی جو رکیک حرکت فرمائی تھی وہ رجعت قہقری کرکے خود انھیں کے لئے سم قاتل ثابت ہوئی۔ یہ روایت گڑھنے کی ضرورت جس مخاصمت کی وجہ سے پیش آئی، آیئے اُسے بھی حالات کے آئینہ میں دیکھا جائے۔

☆☆☆

مؤلف سنابل کی بناء مخاصمت

قارئین کرام: سب سے اہم بناء مخاصمت وہ ہے جس کا ذکر مآثر الکرام میں بحوالۂ سبع سنابل، اور سبع سنابل کے تتمہ میں صفحہ ۲۰۲ پر بحوالۂ مآثر الکرام کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ ایسا نا گفتہ بہ رکیک تھا جس کی تفصیل صاحب سبع طرائق نے بھی لکھنا گوارا نہ کی مگر اشارہ اور کنایہ کے طور پر وہ بھی یہ لکھنے سے باز نہ رہ سکے:

"تا زمانیکہ صفحات سنابل از چنیں مضامین
خونی نگار رنگین خواہد مند، چار دانگ عالم از
شہرۂ بدکرداری مولف سنابل بر آوازہ خواہد
مند، اثر کرب واضطراب بہ روحانیت
مصنف سنابل بر قرار۔"

شہزادگان مکن پور شریف نے تو اس واقعہ مردود کا زبان وقلم پر لانا گوارا ہی نہ کیا، البتہ یہ واقعہ یہاں کے عوام وخواص میں آج بھی مشہور چلا آتا ہے۔ تتمۂ سنابل میں اس واقعہ کو دوسرے ناموں سے منسوب کرنے کی کاوش بے جا کی گئی ہے۔ مگر اسے کیا کیا جائے کہ واقعات کے حالات خود ہی تردید کر رہے ہیں، اس لئے کہ حضرت عبدالقادر بدایونی یا

حضرت عبداللہ بدایونی کا بلگرام آنا ۹۷۷ھ میں ثابت ہے اور سنابل کا یہ واقعہ ۹۷۹ھ کا ہے۔ لہٰذا یہ واقعہ میر عبدالواحد بلگرامی ہی کا ہے۔ جس کو دوسرے حضرات سے منسوب کر کے اس لئے پیش کیا گیا کہ مصنف سنابل کا دامن داغدار نہ ہو، مگر ایک ولی کامل کی شان میں گستاخی کرنے کا انجام یہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ صاحب سبع طرائق نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"چار دانگ عالم از شہرۂ بدکرداری مصنف سنابل بر آوازہ خواہد ماند۔"

مصنف سنابل کو اپنے قلم پر ناز تھا اور وہ خوب سمجھتے تھے کہ میں جب چاہوں گا اپنے زور قلم سے اس واقعہ کو دوسرا رنگ دے کر اپنی برأت کا ثبوت فراہم کرلوں گا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی کہ جب رفتہ رفتہ یہ واقعہ جس کا ذکر سنابل کے صفحہ ۲۰۲ پر لکھا ہوا ہے، خواص وعوام میں مشہور ہوا اور لوگوں نے انگلیاں اٹھانا شروع کر دیں تو سبع سنابل عبدالواحد بلگرامی کے قلم سے عالم وجود میں آئی۔

اس کتاب میں حقیقت کے خلاف سلسلہ کی بحث چھیڑ کر الفاظ کو عمداً توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کو "درست نیست" لکھ کر اپنی مخاصمت ظاہر کی گئی۔ مصنف سنابل کا منشاء یہ تھا کہ عوام پر یہ بات واضح ہو جائے کہ چونکہ عبدالواحد بلگرامی نے سلسلۂ عالیہ مداریہ کو مفقود بتلایا ہے لہٰذا شہزادگانِ مکن پور شریف نے ان پر بہتان تراشی کی اور ان کے کردار پر انگشت نمائی کی۔ بات شاید ختم بھی ہو جاتی اس لئے کہ سادات مکن پور نے اس واقعہ کی تشہیر کبھی نہیں کی البتہ اشارہ اور کنایہ کی زبان

میں ان کے کردار کو اچھا نہ کہا۔ مگر حق ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ سادات مکن پور نے جس حرکت قبیح کو اپنی شرافت ذاتی سے دبا دیا تھ وہ خود مصنف سنابل کے قلم سے اظہر من الشمس ہوگئی۔

☆☆☆

واقعۂ مردود سنابل کی زبانی سُنئیے

''در وقائع ۹۷۹ھ تسع وسبعین وتسع مائۃ بیان میکند کہ فقیر از کانٹ کولہ بتقریب زیارت مزار فائض الانوار بدیع الحق والدین شاہ مدار قدس سرہٗ بہ مکن پور رسید و بدام عشق گرفتار شد، غیرت الٰہی چندے را از قوم معشوق مسلط ساخت و نہٗ زخم شمیر پیاپے برسر و دست و دوش خورد ہمہ مندمل شدند مگر زخم سر کہ استخوان سر را شکستہ بمغز رسید دہتی مغری بار آورد و رگ تبصّر ہم اندکے بریدہ شد۔ جراحے حاذق در قصبۂ بانگرمؤ پیدا شد و در عرض یک ہفتہ ہمہ زخمہا فراہم آمدند انتہیٰ کلامہ ملخصاً عبارت سابق یعنی حکم مرہم داشت اینہمہ گلہائے عشق است۔''

ترجمہ: وقائع ۹۷۹ھ میں بیان کرتے ہیں کہ فقیر کانٹ کولہ سے برائے زیارت مزار فائض الانوار بدیع الحق والدین شاہ مدار قدس سرہٗ مکن پور پہنچا۔ اور دام عشق میں گرفتار ہوگیا، غیرت الٰہی نے چند لوگوں کو جو معشوق کے ہم قوم تھے مسلط کر دیا۔ اور نو زخم تلوار کے متواتر سر، ہاتھ اور کاندھے پر کھائے۔ سب زخم بھر گئے مگر سَر کا زخم جو سر کی ہڈی کو توڑ کر مغز تک پہنچ گیا تھا اس سے مغز نکل آیا اور دیکھنے وال رگ بھی تھوڑی سی

کٹ گئی۔ قصبہ بانگرمؤ میں ایک تجربہ کار جراح کے علاج سے ایک ہفتہ کے عرصہ میں سارے زخم ٹھیک ہو گئے مختصر یہ کہ عبارت سابق مرہم کا حکم رکھتی ہے یہ سب زخم عشق کے پھول ہیں''

ناظرین! اس واقعہ کی اصیت آپ پر بخوبی واضح ہوگئی ہوگی۔ مصنف موصوف نے اسے عبدالقادر بدایونی یا عبداللہ بدایونی کے سر تھوپا ہے، لیکن حقیقی واقعہ جو آج بھی عوام وخواص میں مشہور ہے وہ یہ ہے کہ میر عبدالواحد بلگرامی مع اپنے گروہ مریدین کے مکن پور تشریف لائے، موصوف کے ہمراہ قافلہ میں عورتیں بھی تھیں۔ انھیں میں سے ایک عورت کے ساتھ یہ واقعہ سرزد ہوا۔ جو پوشیدہ نہ رہ سکا نتیجہ یہ ہوا کہ بقول مصنف سنابل۔ ''غیرت الٰہی چندے را از قوم معشوق مسلط ساخت'' لوگوں نے بے رحمی سے زدوکوب کیا۔ شدہ شدہ یہ خبر شہزادگان مکن پور کو ملی، انھوں نے حتی المقدور کوشش فرمائی کہ میر موصوف کو بحفاظت یہاں سے روانہ کیا جائے چنانچہ کچھ معتمدین کے ہمراہ انھیں بانگرمؤ پہنچا دیا گیا۔ مگر اس درمیان میں یہ واقعۂ خبیثہ مشہور ہو چکا تھا۔ جس کی گونج بلگرام اور گردونواح بلگرام تک پہنچی اور میر موصوف کی بدکرداری زبان زد خاص و عام ہوگئی۔ اور مدتوں موضوع بحث بنی رہی اور ان کے بہت سے مریدین ان کے حلقۂ ارادت سے نکل گئے۔

مصنف سنابل کے سامنے ایک ہی راستہ تھا جس سے وہ اپنی بدکرداری پر پردہ ڈال سکتے تھے۔ وہ یہ کہ سراج سوختہ کی روایت لکھ کر سادات مکن پور سے بنائے مخاصمت ثابت کرتے اور اس واقعہ کو بربنائے

خصومت بتلا کر اپنا دامن بچانا چاہا اس پر انھوں نے یہ اضافہ اور بھی کیا کہ دوسرے کے نام سے اس واقعہ کو مشہور کرنے کی مذموم کوشش کی مگر اس شہرت عام کا اثر خود ان کے اہل خاندان پر بہت برا پڑا۔ انھوں نے ان کی خود ساختہ روایت کو از سرتاپا غلط ہی نہیں سمجھا بلکہ خود اُن کے بڑے صاحبزادے میر عبدالجلیل نے ان کے وصال کے بعد ان کی خلافت و سجادہ نشینی سے انکار کر دیا۔ اور یہ سجادہ نشینی میر طیب کو تفویض ہوئی جوان کی دوسری بیوی سے تھے اور اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

میر عبدالواحد بلگرامی کے خاندان پر سنابل کا اثر

ہم مندرجۂ بالا سطور میں یہ تحریر کر چکے ہیں کہ میر عبدالواحد بلگرامی کی جانشینی سے ان کے بڑے صاجزادے میر عبداجلیل رحمتہ اللہ علیہ نے انکار کر دیا سبب انکار جس کی تصدیق رونما ہونے والے وہ واقعہ سے ہوتی ہے یہ تھا کہ میر عبداواحد بلگرامی نے سلسلۂ عالیہ مداریہ سے مستفید ہونے کے باوجواسے بر بجائے ذاتی مخاصمت کے سراج الدین سوختہ کی روایت میں اپنے حصول مقصد کے لئے خودساختہ اضافہ کر کے مفقود بتانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ میر عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ کی صفائی باطن کے سامنے یہ بات آئینہ تھی کہ اس کی پاداش قدرت کی جانب سے یقینی ہوگی اسی بنا پر آپ نے جانشینی سے اپنے آپ کو بچالیا۔ لیکن وہ لگاؤ اور تعلق خاطر جو ہر سعید بیٹے کو اپنے باپ سے ہوتا ہے میر عبدالجلیل کے لئے بے پناہ حزن وملال کا سبب ہوا، دن رات عبادات وریاضات، نماز ومناجات میں اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہے، بات یہاں تک پہنچی کہ وہ غم وفکر ترقی کر کے جنون کی شکل اختیار کر گیا۔ ایک

روز آپ اچانک گھر سے غائب ہوگئے اور بارہ سال تک مفقود الخبر رہے۔ اعزہ اور بالخصوص آپ کی ہمشیرہ عزیزہ آپ کے جدائی سے سخت بیقرار تھیں۔ اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں اپنے بھائی کی عافیت کی دعائیں مانگتی رہتی تھیں اتفاق وقت جب موسم عرس قطب المدار رضی اللہ عنہ آیا تو ہندوستان کے اطراف وجوانب سے بارگاہ مدارالعالمین میں حاضری کے لئے لوگ آنے لگے۔ ایک قافلہ کے ہمراہ میر عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ اپنے وطن بلگرام پہنچے۔ آپ نے حالت جذب میں نعرۂ حق بلند کیا۔ آپ کی ہمشیرہ عزیزہ آواز پہچان کر ڈیوڑھی پر تشریف لائیں اور از دیاد محبت سے لپٹ گئیں۔ اور آپ کو لے کر مکان میں داخل ہوئیں اس واقعہ کو غلام علی آزاد بلگرامی نے ماثر الکرام فی احوال بلگرام میں تحریر کیا ہے۔

اس کے بعد میر عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ بلگرام سے مارہرہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور وہاں مسجد وخانقاہ کے متصل رہائشی مکان تعمیر کرایا ۱۰۵۷ھ میں وہیں وفات پائی۔ مزار پاک مارہرہ شریف ہی میں مرجع خلائق ہے۔ بعد وفات میر عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ ان کے صاحب زادے میر اویس جانشین ہوئے اور ان کے بعد حضرت شاہ برکت اللہ رحمتہ اللہ علیہ ان کے جانشین ہوئے۔

حضرت شاہ برکت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو نسبت مداریہ کی برکتیں اس

وقت حاصل ہوئیں جب وہ بہ اشارہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کالپی تشریف لے گئے۔ اور شاہ فضل اللہ کالپوی رحمتہ اللہ علیہ سے سلاسل خمسہ یعنی چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، مداریہ میں خلافت واجازت حاصل کی۔جس کی بنا پر سلسلۂ عالیہ مداریہ سے خاندان میر عبدالجلیلؒ کو ایک خاص ارتباط حاصل تھا۔ اور حاصل رہا۔اس کے بعد شاہ برکت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے حضرت شاہ حمزہؒ مارہرہ شریف سے صفی پور جاتے ہوئے بمقام شہر قنوج قیام فرماہوئے اسی شب میں حضرت سیّد بدیع الدین قطب المدارؒ کی زیارت سے عالم رویا میں مشرف و مستفیض ہوئے۔سرکار قطب المدارؒ نے انھیں دعائے بشمخ اور چند خاص اشغال کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جس کا ذکر انھوں نے اپنی کتاب ''کاشف الاستار'' میں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت شاہ حمزہ رحمتہ اللہ علیہ شہر قنوج سے دارالنور مکنپور شریف حاضر ہوئے اور پھر صفی پور تشریف لے گئے اس طرح تیسیری بار سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ عالیہ کی نسبتیں میر عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان میں پہنچیں۔غرض یہ کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نسبتیں حضرت میر عبدالجلیل کی اولادوں کو علی التواتر پہنچتی رہیں۔انھیں نسبتوں کا یہ طفیل ہے کہ ارض مارہرہ شریف سے چشتیہ، قادریہ، مدرایہ، مخدومیہ تمام سلاسل کے فیوض و برکات کے دریا ابلتے رہے۔ اور بیشتر طالبان حق سیراب و

فیضیاب ہوتے رہے۔ یہ نسبت سلسلۂ عالیہ مداریہ ہی کا کرم تھا، ورنہ یہ خصوصیتیں کہ جو نسل میر عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ اور ارض مارہرہ شریف کو حاصل ہیں میر عبدالواحد بلگرامی کے جانشین میر طیب اور ان کی اولاد کو کبھی نصیب نہ ہوئیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ خاندان میر عبدالواحد بلگرامی میں سے جنھوں نے سنابل سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھا وہ حضرات دنیائے تصوف میں ممتاز درجوں پر فائز رہے اور جنھوں نے گریز نہیں کیا۔ وہ لوگ جس مقام پر رہے یہ بھی ظاہر ہے۔

جب سبع سنابل مصنف سنابل کی اولاد کے نزدیک قابل اعتماد اور لائق عمل نہیں اور خاندان میر عبدالواحد بلگرامی کے افراد نسلاً بعد نسلاً تجدید نسبت عالیہ مداریہ کی اپنے اپنے قلم سے اپنی تصنیفات و تالیفات مین علی التواتر شہادت دیتے چلے آئے مزید براں مصنف سنابل کے پیران طریقت کا بھی سلسلۂ عالیہ مداریہ سے منسلک اور مربوط ہونا مستند ہے تو دوسروں کو کیا حق ہے کہ سبع سنابل کی مجہول اور غیر معتبر عبارت کو سامنے لاکر سلسلۂ عالیہ مداریہ کے خلاف اپنی جہالت کا جھنڈا بلند کریں اور اسے معتبر سمجھ کر مبہم فتاوے لکھ کر عوام کو صریح دھوکہ دینے کی جسارت کریں۔

ان حقیقتوں سے باخبر ہونے کے باوجود اگر کوئی بھی سنابل کو معتبر

اور مستند بنانے کی جدوجہد کرتا ہے تو وہ قصداً اپنے پیران سلاسل کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ اور پیران سلاسل کی تردید قانون تصوف میں ناقابل معافی جرم ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی لوگوں نے محض اقتدار طلبی اور حرص پرستی میں گرفتار ہوکر اپنے آپ کو تباہ کیا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کے مخالف بن بیٹھے۔ مخالفت کی وجہ صرف یہی ہے کہ انھوں نے جب بنگاہ تعصب دنیا کو دیکھا تو مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب تک سلسلۂ عالیہ مداریہ کی عظمت و بزرگی کا سکہ رائج پایا تو سمجھ لیا کہ اس کی مخالفت کئے بغیر کامیابی وکامرانی ناممکن ہے۔ پہلے مخلوق کو مدارالعالمین اور ان کے سلسلۂ عالیہ سے برگشتہ کیا جائے۔ پھر اپنی فضیلت اور برتری کا رنگ جمایا جائے۔ چنانچہ سنابل کو اسی لئے اپنا آلۂ کار بنایا کہ اس میں سلسلۂ عالیہ مداریہ کے خلاف مشکوک مضمون قلمبند ہے۔ سیدھے سچے مسلمانوں کو فریب دینا شروع کردیا۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ سنابل کو معتبر اور مستند باور کرنے کے لئے لوگوں نے یہاں تک خوش عقیدگی اور خوش فہمی کا اظہار کیا ہے کہ اس کتاب کی قبولیت کی سند معاذاللہ حضرت رسول کریم ﷺ نے عطا فرمائی ہے اس ضمن میں شیخ صبغۃ اللہ اور حضرت کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کو بدنام کرنے کی جسارت کی ہے۔ یہ گواہی صرف خوش فہمی ہی سے تعلق رکھتی ہے اور یہ خوش فہمی عبدالواحد بلگرامی کی ذات سے نہیں بلکہ سلسلۂ عالیہ مداریہ کی طرف سے بغض وعناد کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو

سنابل کو اتنی اعلیٰ وارفع سند دینے والے اور اسے صحیفۂ آسمانی کی حدوں تک پہنچانے والے اقوال بزرگان دین جو سلسلۂ عالیہ مداریہ کے جاری و ساری ہونے پر دلائل محکم ہیں اِن کا بھی تذکرہ کرتے، ثابت ہوا کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ کو بر بنائے عناد غیر مستند قرار دینا چاہتے ہیں۔ اور اپنی غرض کی خاطر سنابل کو منزلت دیتے اور اس کتاب مکروہ کو خود ساختہ معنی پہنا کر الفاظ کا ردوبدل کر کے عبدالواحد بلگرامی کی دانستہ غلطیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ سنابل کے الفاظ تو صاف طور پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ پیغمبر خضر علیہ السلام محفل سماع وسرود میں داخل ہونے والوں کی جوتیوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ معاذاللہ۔ اور صحیفۂ آسمانی سمجھ کر سبع سنابل پر عقیدہ وایمان رکھنے والے اپنے آپ کو سنی العقیدہ کہیں اِستغفراللہ۔

ناظرین کرام: ملاحظہ فرمائیں کہ نسبت سلسلۂ عالیہ مداریہ کو مفقود بتانے والے مصنف سنابل خود ہی اس سلسلۂ عالیہ سے مستفیض ہیں۔ شجرہ ملاحظہ فرمائیں۔ شجرۂ مداریہ، نقل کردہ اصح التواریخ جلد اول ۱۳۴۷ھ صفحہ ۱۰۹ مؤلفہ فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہرہ شریف سجادۂ عالیہ غوثیہ۔ شجرۂ مبارکہ:

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی، مخدوم شیخ حسین بن محمد سکندر آبادی۔ مخدوم شیخ صفی الدین عبدالصمد صفی پوری۔ مخدوم شیخ

سعدالدین بدھن خیرآبادی شیخ محمد شاہ مینا لکھنوی۔ شیخ سارنگ راجو قتال سیّد جلال الدین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت مرید وخلیفہ سیّد بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ خواجہ بایزید بسطامیؒ خواجہ حبیب عجمیؒ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

مذکورۂ بالا شجرہ میر عبدالواحد بلگرامی کا ہے۔اس شجرۂ عالیہ میں ان کے پیرانِ سلاسل کے اسماء مبارکہ ہیں جن کی شان مقدسہ میں اپنی کتاب سبع سنابل میں گستاخیاں کر کے تمام عمر وہ نعت عرفان سے محروم رہے اور پیران سلاسل کی نسبتوں سے خارج۔اس لئے کہ کوئی گستاخ شیخ کے تصرفات کا اہل نہیں بنتا یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد امجاد کے اکابرین نے ان کی کتاب سبع سنابل کو از ابتدا تا انتہا محض جھوٹ اور قطعی افترا سمجھ کر میر عبدالواحد بلگرامی کے کسی قول وفعل کا اعتبار نہ کرتے ہوئے سلسلۂ عالیہ مداریہ کے کابرین سے اپنی نسبتوں کو مستحکم فرمایا، اور خلافت واجازت سے ممتاز ہوکر دوسروں کو بھی سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نسبتوں سے مستفیض فرما کر خلافت واجازت سے سرفراز کیا۔اور اپنی اپنی تصنیفات وتالیفات میں شجرۂ مداریہ تحریر فرمایا۔شجرات ملاحظہ فرمائیں:

☆☆☆

شجرہ شاہ ابوالحسن احمد نوری الملقب بہ میاں صاحبِ برکاتی مارہروی

نقل از کتاب النور و البہانی اسانید الحدیث وسلاسۃ الاولیاء مؤلفہ حضرت شاہ صاحب موصوف مطبع وکٹوریہ پریس بدایوں صفحہ۲۷۔

شجرۂ عالیہ مداریہ: الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہٖ وصحبہٖ اجمعین اما بعد، فیقول الفقیرابوالحسن عفی عنہٗ اجازنی بالسلسلۃ البدیع المداریہ جدّی و مرشدی السید آل رسول الاحمدی قدس سرہٗ، عن الحضرت اچھے میاں صاحب عن ابیہ السید حمزہ عن جدہٖ سیدآل محمد صاحب عن صاحب البرکات مارھروی، عن سید فضل اللہ کالبوی عن ابیہ السید احمد عن جدہٖ سید محمد صاحب عن جمال الاولیاء عن شیخ قیام الدین عن الشیخ قطب الدین عن سیّد جلال عبدالقادر عن

السید مبارک عن السید اجمن عن العارف الاجل
الکامل الاکمل مولانا بدیع الحق و الدین المدار
المکنپوری عن الشیخ عبداللہ شامی عن الشیخ
عبدالاول عن الشیخ امین الدین عن امیرالمومنین
علی رضی اللہ تعالٰی عنہ عن سید المرسلین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرۂ مداریہ برکاتیہ: نقل از کتاب ''اشجار البرکات العلیہ'' مولف مولانا علی احمد
محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی، مورخ بدایونی صفحہ ۷۔

خادم الفقراء علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مورخ بدایونی

مخدوم الفقراء امام الصدیقین سیّدنا مولانا شاہ محمد دلدار علی بدایونی۔ سیّد
شاہ فضل غوث بریلوی۔ سیّد آل احمد اچھے میاںؒ مارہروی۔ سیّد شاہ حمزہؒ۔
سیّد شاہ آل احمدؒ سیّد شاہ برکت اللہؒ۔ سیّد شاہ فضل اللہؒ سیّد احمد، سیّد محمدؒ، شیخ
جمال الاولیاءؒ، شیخ قیام الدینؒ، شیخ قطب الدینؒ، سیّد جلال عبدالقادرؒ، سیّد
مبارکؒ، سیّد اجمل بہرائچیؒ، سیّد بدیع الدین مدارؒ، شیخ عبداللہ شامیؒ، شیخ
عبدالاولؒ، شیخ امین الدینؒ، امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ،
جناب حضرت احمد مجتبٰی محمد مصطفٰے ﷺ۔

ناظرین کرام: شجرات مندرجۂ بالا سے صاف واضح ہو جاتا ہے

کہ خود مصنف سبع سنابل اور ان کے بعد نسلاً بعد نسلاً ان کے خاندان میں
ہر ایک نعمت سلسلۂ عالیہ مداریہ سے مستفیض ہوا ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ
فیضان نسبت سلسلۂ عالیہ مداریہ جاری وساری ہے۔ مصنف سنابل کی
گڑھی ہوئی روایت قطعاً لغو اور بے بنیاد ہے۔ اگر سلسلۂ عالیہ مداریہ کی
اجازت وخلافت حاصل کر کے اس کے اجراء میں کاوش نہ کرتے یہ بات
کھل کر سامنے آ گئی کہ روایت سنابل کو خود اُن کے اہل خاندان ہی نے
غلط اور بے بنیاد سمجھا۔ اور کیوں نہ سمجھتے انھوں نے مصنف سنابل کا چہرہ سبع
سنابل کی بنیاد روایات کے آئینہ میں اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔

☆☆☆

مصنف سبع سنابل کی ''ایمان افروز'' وایات
ایک نظر میں

مصنف سبع سنابل کے علمی تبحر بے جا کا جنون آپ اپنی مثال تھا۔ قربان جایئے ایسے صاحب قلم کے سنابل کو جو لکھنا شروع کیا تو چودہ خانوادوں کے بزرگان دین تو ایک طرف رہے انبیاء عظام اور اولیاء کرام کی توہین وتذلیل سے ان کا قلم بیباک محفوظ نہ رہ سکا۔ سنابل کے صفحہ ۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ بعض مضامین ایسے ہیں
جو مجھ کو بذریعہ کشف معلوم ہوئے، تحریر کئے، یہ بات اس لئے لکھ دی کہ سنابل میں بیشتر حکایات درروایات محض لغو ومجہول ہیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہیں۔ جن کا اثبات مشکل تھا۔ ان روایات وحکایات کے ثبوت کی خاطر کشف کی آڑ لے کر اور پردہ ڈال کر سُرخ رو ہونا چاہا۔ مگر اس کے برعکس ہوا۔ سنابل کے صفحہ ۱۹ پر چودہ خانوادوں کے سلاسل عالیہ نقشبندیہ قلندریہ، اویسیہ کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش فرمائی۔ صفحہ ۴۰ پر مشاہیر جلیل القدر اولیا، کرام یعنی غوث وقطب کی اولاد کو فریب دہندہ تحریر فرمایا۔ صفحہ ۸۳ پر حضرت شیخ حسین رحمتہ اللہ علیہ کو جوان کے پیرومرشد ہیں،

شرابی وبھنگ نوش اور نا آشنائے معرفت قلمبند کیا۔

سنابل کے صفحہ ۸۲ پر مخدوم شیخ صفی قدس سرہٗ کے برادران طریقت کو حاسد وچغلخور اور ان کے متبعین کو بھی حاسد کے خطاب سے یاد کیا۔ صفحہ ۶۱ پر پیغمبر خضر علیہ السلام کو محفل سماع وسرود میں سامعین کی جوتیوں کا نگہبان بتایا۔ صفحہ ۲۱۳ پر سرکار دو عالم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ، دونوں نفوس قدسیہ کو سماع سننے والا تحریر کیا۔ صفحہ ۵۸ پر سلسلۂ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت شیخ علی صابر رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت و خلافت پر حملہ آور ہوئے صفحہ ۲۸ پر آقائے کونین رحمتہ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے محترم ماں باپ کو عذاب کا مستحق بتایا۔ صفحہ ۲۰۱ پر آیات قرآنی کو پرۂ گوری جیت یعنی راگ راگنی میں حضرت مخدوم قدس سرہٗ کو موت کے وقت سننے کا متمنی ظاہر کیا۔ صفحہ ۴۱ پر سراج الدین سوختہ کو جو عارف باللہ تھے سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام مریدین کو گمراہ کرنے کی خدمت سپرد فرمائی۔ صفحہ ۲۱۷ پر ابو محمد قدس سرہٗ کے سماع سے انکار، پیران سلاسل کے سماع کا انکار اور پیران سلاسل کے انکار کو معاذ اللہ سرکار دو عالم ﷺ کے سماع کا انکار تحریر فرمایا۔ صفحہ ۱۸۰ پر سماع وسرود کو نماز سے افضل ثابت کرنے کی جسارت فرمائی۔ صفحہ ۱۳۳ پر لا الہٰ الاّ اللہ

چشتی رسول اللہ تحریر کر کے اپنے عقیدہ وایمان کا اظہار فرمایا اور

صفحہ ۲۰۳ پر اپنی بلند کرداری کا نمونہ پیش فرما کر اپنے تابوت حقانیت میں آخری کیل خود ٹھونک لی۔

قارئین کرام! یہ ہیں وہ خدا رسیدہ بزرگ جن کا نام نامی میر عبدالواحد بلگرامی ہے اور یہ ہے ان کی وہ غلیظ کتاب سبع سنابل جس کو صحیفۂ آسمانی سمجھ کر ایمانیات میں داخل فرمانے کی سعی رائگاں فرمائی گئی۔

تمام شد

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اور کہہ دیجئے حق آیا اور باطل گیا

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیفِ مدار

المعروف:

سیدہ آمین فاطمہ مداری

ناشر: منشی عاشق علی شاہ ذوقی مداری

جنرل سکریٹری آل انڈیا سنی جماعت زندہ شاہ مدار کرلا ممبئی